احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیرالاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

دسمبر 2015ء

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

نسبِ مصطفی ﷺ کی فردیت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

حضوریٔ رسالت ﷺ بطریقِ اتباع و محبت

نورِ محمدی ﷺ روحِ کائنات ہے

ماہ ربیع الاوّل اور ہماری ذمہ داریاں

ملائشیا کوالالمپور انٹرنیشنل کمیونیکیشن کانفرنس: محترم ڈاکٹر حسین محی الدین القادری کیلئے ’’بیسٹ پیپر ایوارڈ‘‘

پاکستان عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے وفد کی علامہ محمد اقبالؒ کے مزار پر حاضری

خیبر پختونخواہ: منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے تحت متاثرین زلزلہ میں امدادی سامان تقسیم

ڈائریکٹوریٹ آف منہاج القرآن انٹرفیتھ ریلیشنز کیلئے پیس ایوارڈ

احیائے اسلام و امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد 29 شمارہ 12 / صفر / ربیع الاول ۱۴۳۷ھ / دسمبر 2015ء

بفیضانِ نظر

قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیرِ سرپرستی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ

www.facebook.com/minhajulquran

www.minhaj.info mqmujallah@gmail.com

حسنِ ترتیب

اداریہ۔۔ میلاد النبی ﷺ ۔۔ جشن اور احتساب کا دن		5
(القرآن) نسبِ مصطفیٰ ﷺ کی فردیت	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	7
(الفقہ) آپ کے فقہی مسائل	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	16
حضوریٔ رسالت ﷺ بطریقِ اتباع و محبت	ڈاکٹر حسن محی الدین قادری	19
نورِ محمدی ﷺ روحِ کائنات ہے	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	27
ماہ ربیع الاول اور ہماری ذمہ داریاں	ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری	34
ریاست مدینہ۔ اسلامی فلاحی ریاست کا عظیم مظہر	عین الحق بغدادی	40
احیاء عشقِ مصطفیٰ ﷺ بذریعہ فروغِ نعت	سبطِ جمال پٹیالوی	46
تحریکی سرگرمیاں		52
ہدایات میلاد مہم		56

چیف ایڈیٹر

ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری

ایڈیٹر

محمد یوسف

اسسٹنٹ ایڈیٹر

محمد شعیب بزمی

مجلس مشاورت

صاحبزادہ فیض الرحمن درانی، خرم نواز گنڈاپور

احمد نواز انجم، جی ایم ملک

سرفراز احمد خان، منظور حسین قادری

غلام مرتضیٰ علوی، نوراللہ صدیقی، فرح ناز

مجلس ادارت

علامہ محمد معراج الاسلام، مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

پروفیسر محمد نصراللہ معینی، ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم

گرافکس: عبدالسلام

خطاطی: محمد اکرم قادری

عکاسی: محمود الاسلام قاضی

قیمت فی شمارہ: 25 روپے

سالانہ خریداری: 250 روپے

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

بدل اشتراک: مشرق وسطیٰ جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

فون: UAN: 111-140-140 فیکس 042-35168184

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

حمد باری تعالیٰ

منبع ہے تو ہی جودو کرم، لطف و عطا کا
خالق ہے تو اے مالکِ کُل ارض و سما کا
تارِ رگِ جاں اور یہ سر رشتۂ انفاس
ہے ہاتھ میں تیرے ہی فنا اور بقا کا
دکھلاتا ہے منزل کا نشان بھٹکے ہوؤں کو
گمراہوں کو دیتا ہے پتا راہِ ہدیٰ کا
ہیں مست ترے ذکر سے مرغانِ سحر خیز
ہے زمزمہ خواں تیرا ہی ہر جھونکا ہوا کا
مانا تری رحمت کی نہیں کوئی نہایت
ظالم پہ مگر قہر بھی ہے تیرا بلا کا
آہِ دلِ مظلوم ہلا دیتی ہے پل میں
پایہ سرِ افلاک ترے عرشِ علیٰ کا
دیتے ہیں تجھے واسطہ ہم بارِ الٰہا
سرکارِ دو عالمؐ کا شہِ ہر دو سرا کا!
ہر نقش کفِ پا ترے محبوبؐ کا یارب
ہے قبلۂ مقصودِ نظر اہلِ وفا کا
مقبول دعا ہو زرہِ لطف خدایا!
صدقہ شہِؑ سادات امام الشہداءؓ کا
نے قوتِ اظہار ہے نے طاقتِ گفتار
حق کیسے ہو نیّر سے ادا تیری ثناء کا

﴿ضیاء نیّر﴾

نعت بحضور سرورِ کونین ﷺ

میری سانسوں میں ہے وہ کربِ رضا کا لمحہ
مجھ پہ اترا تھا جو احساسِ خطا کا لمحہ
میرا بیمار وطن طالبِ رحمت ہے حضورؐ
آپؐ کی نگہِ کرم، ایک شفا کا لمحہ
سرِ مژگاں جو تھا اک سیلِ چراغاں شب بھر
کہکشاں ہو گیا توفیقِ ثنا کا لمحہ
زمزمِ نعت کی خوشبو سے شرابور رہا
جو مدینے میں ملا جود و سخا کا لمحہ
ایک لمحہ ہی تو جینا ہے مجھے موت تلک
اُن کے قدموں میں کھڑے، اُن کی ثنا کا لمحہ
مجھے تحقیر میں تکریم دکھانے والا
چُھو کے گذرا مجھے تردیدِ اَنا کا لمحہ
جھلملاتی ہے نگاہوں میں ثنا کی شبنم
چشمِ نمناک میں قلزم ہے دعا کا لمحہ
رقصِ بیخود میں مچلتی ہے تمنا میری
جب بھی آتا ہے مدینے کی ہوا کا لمحہ
وصلِ حق، عفو و عطا، اُن کی شفاعت کی گھڑی
اور اک ساعتِ دیدار، قضا کا لمحہ
جب تصور درِ اقدس پہ مچلتا ہے عزیزؔ
مجھکو مل جاتا ہے توفیقِ ثنا کا لمحہ
میں اُسی لمحۂ تسکین میں زندہ ہوں عزیزؔ
التفاتِ شہِ لـــولاک لـمـــا کا لمحہ

﴿شیخ عبدالعزیز دباغ﴾

میلاد النبی ﷺ۔۔جشن اور احتساب کا دن

ماہِ میلادِ رسول ﷺ ...... ربیع الاول......محبتوں' مسرتوں اور سعادتوں کی متاعِ گراں بہا لے کر اہلِ ایمان و یقین کے مضطرب جذبوں کو سیراب کرتا ہے۔ مشاق روحیں ہمیشہ بے چین جذبوں کے ساتھ اس مطلع صبحِ ازل کی منتظر رہتی ہیں۔ اہلِ عشق و محبت اشکوں سے وضو کر کے حریم دیدہ و دل سجاتے ہیں۔اس ماہِ مقدس کا ہر دن' ہر لمحہ اور ہر گھڑی کشتِ ایمان کیلئے بہارِ جاوداں کی پیامی ہے۔۔۔ کائناتِ ہست و بود کو تاریخ کے ان مقدس لمحات پر بجا طور پر ناز ہے جو اسی ربیع الاول کی ایک صبحِ سعادت کے دامن میں سمٹ آئے تھے۔ظہورِ قدسی کی وہ نورانی ساعتیں۔۔۔ جن میں عرب کا چاند وادیٔ مکہ میں چمکا اور پورے جہاں کو تا ابد روشن کر گیا' کارخانۂ قدرت کا سرمایۂ افتخار ہیں۔ وہ صبحِ درخشاں جب' فضائے عالم مسرتوں کے دلآویز نغموں سے گونج اٹھی، آج تک مطلعِ عالم میں بہاروں کو بانکپن لٹا رہی ہے۔ اس صبحِ انقلاب کی اثر آفرینی کا کیا کہنا جس نے تاریخ کا رخ موڑ دیا۔وہ تاریخ جس کا ورق ورق درماندگی اور انسان دشمنی کی گواہی دے رہا تھا' وہ تاریخ جس کا دامن ظلم و بربریت سے تار تار تھا' وہ تاریخ جس میں قیصر و کسریٰ کا استبداد لوگوں کا مقدر بن چکا تھا۔

ظہورِ قدسی کے ان مبارک لمحات نے تہذیبِ انسانی کو وقار سے نوازا' ثقافت کے چہرے کو تقدس کے زیور سے آراستہ کیا' علم کو عرفان کی منزل تک پہنچایا' عمل کو صالحیت و مقصدیت کا حصار عطا کیا، زندگی کی ویران راہوں پر سرورِ بندگی کے شجر ہائے ثمردار اگائے' نفرتوں اور عداوتوں کے لامتناہی صحرا میں اخوت' محبت' مروت اور خلوص کے حیات بخش گلستاں آباد کئے' بے مقصدیت کی شاہراہ پر سسکتی' بلکتی اور بھٹکتی انسانیت کو عرفان و آگہی کی دولت سے نواز کر خالق تک رسائی کی حقیقی منزل سے ہمکنار کیا۔ اس صبحِ نور کے پاکیزہ اجالے کا کیا کہنا جس نے شمس و قمر کو روشنی اور ستاروں کو ضوفشانی عطا کی۔ بلاشبہ یہی وہ لمحات تھے جن کے انتظار میں گردشِ شام و سحر نے ماہ و سال کی لاکھوں کروٹیں بدلی تھیں۔قدرت نے انسان کے شعور کو تمام ارتقائی منازل سے گزار کر بلوغت کے اس مقام پر پہنچا دیا تھا جب وہ ہدایت و رہنمائی کیلئے کسی جامع صفات ہستی کیلئے بے تاب ہو گیا تھا۔

یومِ میلاد النبی ﷺ ۔۔۔ دراصل پوری انسانیت کا یومِ نجات ہے۔کفر سے نجات' شرک سے نجات' جہالت سے نجات اور جنگل کے قانون کی حکمرانی سے نجات۔میلاد النبی ﷺ اس لامتناہی مایوسی اور غلامی سے چھٹکارے کی نوید ہے جس میں یتیموں' بے کسوں اور مفلسوں کو بھی زندگی گزارنے کے وہی حقوق ملے جو معاشرے کے دیگر صاحبِ ثروت لوگوں کیساتھ ہی مختص تھے۔میلاد النبی ﷺ اس عظمت و شرفِ انسانی کی پاسباں ہے جس نے بلال و یاسر جیسے سیاہ فام غلاموں کو عرب کے سرداروں پر سبقت دلائی۔میلاد النبی ﷺ ظلمتِ دہر میں روشنی کا وہ مینارہ ہے جس سے قیامت تک بھٹکنے والے قافلوں کو منزل کا سراغ ملتا رہے گا۔ میلاد النبی ﷺ انسانیت کیلئے خالق کے اس نظام کا اجراء ہے جس کی حکمرانی تمام نسلی' جغرافیائی' لسانی' اور طبقاتی بتوں کو پامال کر کے سب کو برابری کے حقوق عطا کرتی ہے بلکہ مجھے کہنے دیجئے

کہ میلاد النبی ﷺ خالقِ کائنات کا وہ آخری ''ورلڈ آرڈر'' ہے جس کے بعد کسی نئے یا پرانے ورلڈ آرڈر کی ضرورت نہیں۔ اس لئے اے امتِ مسلمہ اور اے اس عظیم وجلیل پیغمبر ﷺ کے نام لیوا غلامو! آؤ سب اپنے آقا کے جشنِ میلاد میں شریک ہو جائیں۔ گھر گھر، گلی گلی، قریہ قریہ، شہر شہر اور ملک ملک درودوسلام کے نغماتِ سرمدی کی دھوم مچادیں۔ دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے جتنا اجالا کروگے، قوتِ عشق سے اپنی پستیوں کو بلندیوں میں بدلتے جاؤ گے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ سے محبت و وفاتم سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ ان کی آمد کے جشن میں اپنی ممکنہ توانائیاں صرف کردو۔۔۔ لیکن کیا یہ ایک دو روزہ جشنِ میلاد میں جوش وخروش تمہارے ایمان وعمل کا معیار ہوگا ؟ ہر سال ۱۲ ربیع الاول کومحفلِ میلاد کا اہتمام، جلسے جلوس، جھنڈیوں، روشنیوں اور لنگر کا اہتمام کر کے کیا محبتِ رسول ﷺ کے امتحان میں ہم کامیاب ہو جائیں گے؟ یہی نکتہ قابلِ غور ہے اور یہی مقام محتاجِ توجہ۔

حضور ﷺ سے وابستہ ہر شخص کو بالعموم اور ان سے محبت کا دعویٰ کرنے والوں کو چاہئے کہ ایک لمحے کیلئے ہم سب اپنے من میں جھانک کر دیکھیں۔ اگر ہم اپنی ذات سے کائنات تک نظر دوڑائیں تو حرص و ہوس، کبر ونخوت اور خونخواری کے بڑے بڑے بت بھی نظر آئیں گے اور ظلم وستم اور قتل و غارتگری کے عالمی سلسلے بھی۔ کائنات کو امن عطا کرنے والے نبی رحمت ﷺ کی امت خود بے امنی کا شکار ہے۔ دنیا کو محبت کا درس سکھانے والی قوم کے افراد باہمی نفرتوں کا شکار ہیں، ستاروں کو نشانِ راہ دکھانے والے خود بے جہت جھنڈ بن چکے ہیں، فطرت کی طاقتوں کو مسخر کرنے کا عہد لے کر آنے والی قوم خود بکھرے ہوئے ریوڑ کی مانند ہے۔

☆ ہمارا دور جس اضطراب اور بے یقینی کی گرفت میں ہے اس کا علاج انسانی علم کی بلندیوں اور مادی وسائل کی فراوانی میں نہیں بلکہ اس نسخۂ کیمیاء قرآن حکیم میں موجود ہے جو اللہ تعالیٰ نے آخری اور مکمل پیغام کے طور پر اپنے آخری رسول ﷺ کے قلبِ اطہر پر اتارا۔ ربیع الاول ۔۔۔۔۔۔۔ ہر سال ہمیں اسی پیغام کی عالمگیر یت اور اسی نسخہ کیمیاء کی اہمیت کی یاد بھی دلاتا ہے۔ یہی نسخہ ہماری کامیابی، کامرانی اور ہمہ جہت عالمی کردار کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ وہ کردار جس کی صداقت کا ڈنکا ساری دنیا میں پورے ۱۵ سو سال بجتا رہا۔

یومِ میلاد النبی ﷺ دراصل اس انقلاب کی صبحِ نو تھی جس نے انسانیت کے دامن سے درندگی کے بدنما دھبوں کو دھویا اور اسے رحمت و رافت کے سدابہار پھولوں سے بھر دیا۔ اس انقلاب نے عرب کے صحرا نوردوں کو خضرِ راہ بنادیا۔ اونٹ اور بھیڑ بکریوں کے چرواہوں کو قیامت تک قافلہ علم وحکمت کی پیشوائی کا منصب عطا کیا۔ یہی انقلاب تھا۔۔۔۔ جس نے نوعِ انسانی کو حقیقی آبروبخشی۔ جانوروں سے بدتر زندگی بسر کرنے والے غلاموں کو وہ جرأت اور حوصلہ دیا کہ وہ اپنے آقاؤں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہر جائز بات کرنے اور ان کے دستِ جفا کیش کو توڑ کر اپنا حق لینے کے قابل ہوگئے۔ حضور ﷺ کی قیادت نے تمیزِ بندہ وآقا مٹا کر فسادِ آدمیت کی ہر مرض کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔

افسوس! آج ہم پر مسلط حکمرانوں نے ہمارے بنیادی انسانی حقوق کو پامال کر رکھا ہے۔ ہر مرتبہ جشنِ میلاد مناتے ہوئے اس عزم کا مظاہرہ کرنا ہوگا کہ یہ وطن حضور ﷺ کے سرفروشوں، جاں نثاروں اور غلاموں کا مسکن ہے۔ یہ زمین مصطفوی انقلاب کے ایمان پرور جذبوں کی امین ہے۔ اس کی اساس میں بھی ریاستِ مدینہ کے اساسی مقاصد ہیں۔ اس جشن کے موقع پر مواخاتِ مدینہ کا تقاضا ہے کہ ہم خود انحصاری کی منزل کو جلد پانے کیلئے ایثار وقربانی، دیانتداری اور باہمی پیار ومحبت سے آگے بڑھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جشنِ میلاد النبی ﷺ کے حقیقی تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نسبِ مصطفیٰ ﷺ کی فردیت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

مرتّب: محمد یوسف منہاجین // معاون: محمد شعیب بزمی

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ج اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ o رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.

(البقرۃ، ۲:۱۲۸-۱۲۹)

’’اے ہمارے رب! ہم دونوں کو اپنے حکم کے سامنے جھکنے والا بنا اور ہماری اولاد سے بھی ایک امت کو خاص اپنا تابع فرمان بنا اور ہمیں ہماری عبادت (اور حج) کے قواعد بتا دے اور ہم پر (رحمت و مغفرت کی) نظر فرما، بے شک تو ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے۔ اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے (وہ آخری اور برگزیدہ) رسول (ﷺ) مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے (کر دانائے راز بنا دے) اور ان (کے نفوس و قلوب) کو خوب پاک صاف کر دے، بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے‘‘۔

درج بالا دو آیات سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی وہ دعا ہیں جو انہوں نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اس وقت کیں جب وہ امر الٰہی پر خانہ کعبہ کی تعمیر کے دوران اس کی دیواریں بلند کر چکے تھے۔

حضور علیہ السلام کے میلاد اور عظمتِ نسب محمدی ﷺ کو جاننے کے حوالے سے یہ دو آیاتِ کریمہ نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔ ان آیات میں مذکور دعا میں تین امور نہایت توجہ طلب ہیں:

۱۔ حضرت ابراہیمؑ کا حضرت اسماعیلؑ کو ساتھ ملا کر دعا کرنا اس امر کا اظہار ہے کہ دعا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اُس نسل اور ذریت کا ذکر ہو رہا ہے جو سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی ذریت سے چلے گی کیونکہ دعا کے الفاظ ہیں کہ ’’اے ہمارے رب! ہم دونوں کو اپنی عبادت و اطاعت میں ہمہ وقت سرِ تسلیم خم کرنے والا بنا اور ہماری ذریت اور ہماری نسل میں ہر دور میں ایک امت مسلمہ قائم رکھ‘‘۔

دعا میں اُس نسلِ ابراہیم علیہ السلام کا ذکر نہیں ہے جو ذریتِ حضرت اسحاق علیہ السلام سے ہوگی۔ گویا اس دعا میں بنی اسرائیل کو شامل نہیں کیا بلکہ دعا کو بنو اسماعیل کے ساتھ خاص کیا۔

۲۔ دوسرا توجہ طلب امر یہ ہے کہ نسل ابراہیمؑ اور ذریت اسماعیلؑ کی ساری نسل اور ذریت کو امت مسلمہ بنائے رکھنے کی دعا نہیں کی گئی بلکہ عرض کیا:

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ.

سالانہ میلاد کانفرنس نشتر پارک کراچی، مورخہ: 11 فروری 2012ء (خطاب نمبر: Ec-115)، (CD#1585)

اگر ساری نسل کے مسلمان ہونے کی دعا ہوتی تو تین ہزار سال میں نسلِ اسماعیل سے کوئی فرد کبھی کافر و مشرک نہ ہوتا۔ یہ عرض نہیں کیا کہ میرے بیٹے اسماعیل سے جتنی اولاد ہو وہ سب امت مسلمہ ہو بلکہ عرض کیا:

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ. ہماری ذریت میں سے ایک طبقہ ہمیشہ امت مسلمہ کے طور پر زندہ رہے، توحید پر قائم، کفر و شرک سے محفوظ و مامون اور ایمان، اخلاص اور بندگی پر قائم رہے۔ مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ میں ''مِنْ'' بعضیت کے لئے ہے کہ نسل اسماعیل میں سے کچھ لوگ ہر زمانے اور ہر صدی میں تسلسل کے ساتھ ایسے رہیں جنہیں امت مسلمہ کا ٹائیٹل دیا جا سکے اور وہ امت مسلمہ کہلائیں۔

۳۔ تیسرا توجہ طلب امر یہ ہے کہ دوسری آیت میں مذکور دعا میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کیا گیا:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ.

میری اُس ذریت میں سے رسول آخر الزماں محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرما۔ یعنی کسی اور نسل میں سے نہیں بلکہ بنی اسماعیل میں جو طبقہ نسلاً بعد نسل امتِ مسلمہ میں سے ہوگا ان میں نبی آخر الزماں ﷺ مبعوث ہوں۔ گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نسل اسماعیل میں امت مسلمہ بھی مانگی۔۔۔ امت مسلمہ کا بلا انقطاع تسلسل بھی مانگا۔۔۔ اور تاجدارِ کائنات ﷺ کی ولادت بھی اسی ذریت و نسل سے مانگی۔

اس آیت کریمہ نے یہ بات واضح کر دی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور آپؑ کی دعا کے نتیجے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں سے ایک امت/ گروہ/ طبقہ ہمیشہ عقیدۂ توحید اور ایمان و اسلام پر قائم رہتے ہوئے کفر و شرک اور گمراہی سے محفوظ و مامون رہا۔ حضرت اسماعیلؑ کی نسل میں سے کئی لوگ کافر و مشرک اور گمراہ بھی ہوئے مگر اسی نسل و ذریت میں سے (وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا) ایک حصہ جسے نسبِ مصطفیٰ ﷺ کا آباء و اجداد بننا تھا، وہ طبقہ تسلسل کے ساتھ عقیدۂ توحید کے ساتھ امت مسلمہ کے طور پر قائم رہا۔

دعاءِ ابراہیمی کی قبولیت اور میلادِ مصطفیٰ ﷺ

قرآن مجید میں دیگر کئی مقامات پر بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مختلف دعاؤں کا ذکر ہے۔ یہ ساری دعواتِ ابراہیم دراصل میلادِ مصطفیٰ ﷺ کیلئے آ رہی ہیں اور میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی خاطر نسب مصطفیٰ ﷺ کے سامانِ طہارت و ایمان کا اہتمام ہے۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَo

''اور (یاد کیجیے) جب ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کیا: اے میرے رب! اس شہر (مکہ) کو جائے امن بنا دے اور مجھے اور میرے بچوں کو اس (بات) سے بچا لے کہ ہم بتوں کی پرستش کریں''۔ (ابراهیم، ۱۴ : ۳۵)

☆ ایک اور مقام پر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں یوں ملتجی ہیں:

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِo (ابراهیم، ۱۴ : ۴۰)

''اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم رکھنے والا بنا دے، اے ہمارے رب! اور تو میری دعا قبول فرما لے''o

یعنی ایک طبقہ بنی اسماعیل میں سے ہر دور میں ہمیشہ نماز کو قائم رکھنے والا رہے۔ کفر و شرک اور گمراہی کے اندھیروں میں میری نسل کا ایک طبقہ ایسا رہے جو تیری توحید اور ایمان کے چراغ جلاتا رہے، بتوں کی پرستش سے محفوظ رہے تا کہ ان پاک پشتوں اور پاک صلبوں سے نورِ محمدی ﷺ گزرتا ہوا آئے اور وادی مکہ میں اُس کا ظہور ہو۔

یہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ دعائیں ہیں،

جو میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ کعبۃ اللہ کی تعمیر کرکے حضرت ابراہیمؑ اس پر مزدوری اللہ سے میلاد مصطفیٰ ﷺ کی صورت میں طلب کر رہے ہیں کہ میری نسل، ذریت میں سے ایک اُمت ایمان اور توحید پر قائم رکھ اور پھر اُن میں میرے مصطفیٰ ﷺ کی ولادت ہو۔ وہ ساری دعائیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مانگیں ان کا مرکزی نکتہ نظر میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی خاطر طہارتِ نسب مصطفیٰ ﷺ ہے، تاکہ جس نسب سے نورِ مصطفیٰ ﷺ نے گزرتے ہوئے آنا ہے اُس نسل کا ہر فرد پاک رہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی ان دعاؤں کو نسلِ اسماعیلی میں آمد مصطفیٰ ﷺ اور طہارت نسبِ مصطفیٰ ﷺ میں شرفِ قبولیت عطا فرمایا۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اسی قبولیت کا ذکر کیا گیا۔

۱۔ ارشاد فرمایا گیا:

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا. (البقرۃ، ۲: ۱۲۴)

’’اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا تو انہوں نے وہ پوری کر دیں، (اس پر) اللہ نے فرمایا: میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بناؤں گا۔‘‘

جب اللہ رب العزت نے امامت کا وعدہ فرمایا تو حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا: وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ

کیا یہ امامت، سرداری، راہنمائی، سروری اور رہبری میری ذریت نسل میں سے بھی بعض لوگوں کو نصیب ہوگی۔

اللہ رب العزت نے جواب دیا:

قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِ الظّٰلِمِيْنَo

ارشاد ہوا (ہاں مگر) میرا وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچتاo

گویا آپ کو بتا دیا گیا کہ آپ کی نسل و ذریت میں دوطرح کے لوگ ہوں گے:

i۔ کفر و شرک اور ظلم میں مبتلا ہوجانے والے

ii۔ وہ طبقہ جو بلا انقطاع تسلسل کے ساتھ امت مسلمہ رہے گا اور ایمان، اسلام اور توحید پر قائم ہوگا۔

جو شرک و ظلم میں مبتلا ہونے والے ہوں گے انہیں یہ امامت کی ذمہ داری و منصب عطا نہیں ہوگا جبکہ ایمان، اسلام اور توحید پر قائم رہنے والوں کو میرا عہدِ نبوت ملے گا۔ اللہ رب العزت نے آپ کی دعاؤں کو قبول فرما کر واضح کر دیا کہ اِن دونوں قسموں کے طبقات (کافر و مشرک اور مومن و موحد) میں سے امامت کا منصب آپ کی ذریت اور نسل میں ان سے گزرتا ہوا جائے گا جو ایمان، اسلام، طہارت اور توحید پر ہوں گے۔

۲۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ. (الزخرف: ۲۸)

’’اور ابراہیم (علیہ السلام) نے اس (کلمۂ توحید) کو اپنی نسل و ذریّت میں باقی رہنے والا کلمہ بنا دیا‘‘۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اَشهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهَ ہے۔ یعنی شہادتِ توحید کا کلمہ ہے۔ اس کو امام عکرمہ، قتادہ، السدی الکبیر اور حضرت امام مجاہد تابعی نے روایت کیا۔

توحید کا کلمہ ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں بعض طبقات میں تسلسل کے ساتھ ہمیشہ قائم رہا۔

حضرت قتادہ روایت کرتے ہیں کہ

اَلْاِخْلَاصُ وَالتَّوْحِيْدُ لَا يَزَالُ فِيْ ذُرِّيَّتِهٖ مَنْ يعبدالله ويوحده.

وہ طبقہ جو حضرت ابراہیم کی نسل میں ان کے وقت سے لیکر حضور ﷺ کی ولادت تک ہر دور میں بنی اسماعیل میں ایسا رہا جو ہمیشہ توحید اور اس کی عبادت پر برقرار رہا، اُس کو عَقِبِهٖ کہتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، ۴: ۱۲۷)

قرآن مجید کی اس آیت کریمہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ کی تعبیر کا اعلان کردیا کہ لَا يَزَالُ فِيْ ذُرِّيَّتِهٖ اُن کی نسل

اور اُن کی ذریت میں کبھی بھی ایسا زمانہ نہیں آیا کہ اُس کا ایک طبقہ، ایک نسل توحید پر قائم نہ رہی ہو۔ جہاں اردگرد کفر وشرک پر قائم رہنے والے لوگ تھے وہاں ایک نسب، ایک گھرانہ، ایک طبقہ تسلسل کے ساتھ اخلاص، عبودیت، عقیدۂ توحید اور اللہ کی عبادت پر قائم رہا۔

۳۔ یہ طبقہ کب تک اس طرح رہا؟ یہ بات بڑی قابل توجہ ہے۔ قرآن بتا رہا ہے کہ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کے زمانے تک یہ طبقہ قائم رہا۔ ارشاد فرمایا:

بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰ بَآءَ هُمْ حَتّٰى جَآءَ هُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌo (الزخرف، ۴۳: ۲۹)

”بلکہ میں نے انہیں اور اِن کے آباء و اجداد کو (اسی ابراہیم علیہ السلام کے تصدّق اور واسطہ سے اِس دنیا میں) فائدہ پہنچایا ہے یہاں تک کہ اِن کے پاس حق (یعنی قرآن) اور واضح و روشن بیان والا رسول (ﷺ) تشریف لے آیا“۔

قرآن مجید نے بات حضور علیہ السلام کے میلاد تک پہنچا دی کہ وہ کلمہ توحید جس کی بقا کی دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی اور اللہ کے حضور التجا کی تھی کہ میری ذریت کے ایک طبقے میں کلمہ توحید برقرار رہے، ہم نے اسے برقرار رکھا اور هٰٓؤُلَآءِ فرما کر اس زمانے کے لوگوں کو یعنی خاندان بنو ہاشم اور حضرت عبد المطلب کا وہ گھرانہ جس میں حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا جیسی ہستیاں تھیں اس دور کو بھی اس فیض میں شامل کردیا اور وَاٰ بَآءَ هُمْ فرما کر واضح کردیا کہ ان سے اوپر حضرت ابراہیمؑ تک ان کے آباء و اجداد میں صدیوں تک ہم نے اس کلمہ توحید اور ایمان کا فیض قائم رکھا۔ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے توسّل سے اور نسبِ مصطفیٰ ﷺ کی طہارت کے فیض کے صدقہ سے ہم نے اس طبقے کو فیض بخشا جن کے نام نسبِ مصطفیٰ ﷺ اور شجرۂ مصطفیٰ ﷺ میں لکھ دیئے تھے۔

حَتّٰى جَآءَ هُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ کے الفاظ واضح کررہے ہیں کہ کلمہ توحید کا یہ فیض اس وقت تک ان کے پاس رہا کہ اِن کے پاس حق (یعنی قرآن) اور واضح و روشن بیان والا رسول (ﷺ) تشریف لے آیا جن کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی اور جن کے ذریعے هٰٓؤُلَآءِ وَاٰ بَآءَ هُمْ سب کو فیضِ توحید ملا۔

لطیف نکتہ

اللہ رب العزت کے فرمان **كَلِمَةً بَاقِيَةً فِى عَقِبِهٖ** (الزخرف: ۲۹) میں لفظ عَقِبِهٖ ”عَقِبَ“ سے ہے۔ علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں بیان کرتے ہیں کہ اس کی ایک قرات عَقِبِهٖ کے بجائے ”عَاقِبِهٖ“ بھی ہے یعنی عَاقِبِهٖ اىُ مَنْ عَقِبَهٗ؟ وَمِنهُ تَسمِيَة النبى ﷺ لِاَنَّهٗ اٰخر الأنبياء عليهم الصلاة والسلام.

(آلوسی، روح المعانی، ۲۵:۷۷)

عقبہ سے مراد عاقب ہے۔ حضور علیہ السلام کے ناموں میں سے ایک نام عاقب بھی ہے۔ چونکہ آقا علیہ السلام سب سے آخری نبی ہیں۔

یعنی آخر الانبیاء سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ تک قائم رکھا اور یہ توحید کے نور کو پوری کائنات میں پھیلانے والا چشمہ بن گیا۔

اس نام کی تائید آقا علیہ السلام کے اس فرمان کے ذریعے بھی ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِي أَسْمَاءً. أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ.

(بخاری، الصحیح، کتاب التفسير، بَاب قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ (رقم: ۴۶۱۴)

”میرے کتنے ہی نام ہیں، میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں مَاحِیْ ہوں کہ اللہ تعالیٰ کفر کو میرے ذریعے مٹائے گا اور میں حَاشِرُ ہوں کہ لوگوں کو میرے قدموں میں اکٹھا کیا جائے گا اور میں عاقب ہوں یعنی

سب سے آخری نبی ہوں"۔

پس آپ ﷺ کے نسب میں بھی فردیت ہے اور آپ ﷺ کی شان اور حسب میں بھی فردیت ہے۔ فردیت سے مراد ایسی انفرادیت ہے جس میں کوئی شریک نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے دو بیٹے عطا کئے۔ سارے انبیاء جن کو بنی اسرائیل کہا وہ حضرت اسحاق علیہ السلام سے ہوئے۔ دوسرے بیٹے حضرت اسماعیلؑ ہیں جن کو لے کر آپؑ مکہ آگئے۔ انہیں اپنے ساتھ تعمیر کعبہ اور دعائے میلاد مصطفیٰ ﷺ میں شریک رکھا۔ حضور علیہ السلام سے قبل تین ساڑھے تین ہزار سال کا جو زمانہ بیتا اُس میں کوئی اور نبی حضرت اسماعیلؑ کے نسب میں نہیں آیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو صرف میلادِ مصطفیٰ ﷺ کیلئے مختص کر دیا اور اسحاق علیہ السلام کو جملہ انبیاء علیہم السلام کے لیے مختص کر دیا۔

قرآن مجید کی ان آیات کریمہ نے یہ بات ثابت کر دی کہ آقا علیہ السلام کی ولادت کی خاطر اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے پورے نسب کو شرک اور کفر کی آلودگیوں سے پاک کر دیا۔ اس لئے ولادتِ مصطفیٰ ﷺ اُس نسب، نسل، ذریت اور خاندان میں ہوئی جس خاندان کے آباء و اجداد اور اُمہات (مرد و عورت) کسی دور میں بھی کفر و شرک میں مبتلا نہ ہوئے۔ حضور ﷺ کے میلاد کے لیے (ولادت کو عربی میں میلاد کہتے ہیں، میلاد، مولد، ولادت ایک ہی لفظ ہے) رب کائنات نے ہزار ہا سال تک آپ کے آباؤ اجداد کے نسب کے ایک ایک فرد کو خواہ وہ مرد تھا یا عورت، ان کی پشت اور ان کے بطن کو شرک و کفر کی آلودگیوں سے محفوظ رکھا، تاکہ جن پشتوں اور بطنوں میں ہزار ہا سال تک حضور علیہ السلام کا نور گزرنا تھا ان میں کہیں بھی کفر و شرک کی آلودگی نہ ہو اور نسبِ مصطفیٰ ﷺ پر اس کا طعن نہ آسکے۔ یہ اللہ رب العزت کی طرف سے ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کے تقدس کے لیے طہارتِ نسبِ مصطفیٰ ﷺ کا اہتمام تھا۔

بزبانِ مصطفیٰ ﷺ طہارتِ نسب کا اظہار

حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی متعدد مواقع پر اپنے نسب کی طہارت کی اس فردیت کو بیان فرمایا۔

☆ حضرت عباس ابن عبد المطلب حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آئے اور کوئی بات جو انہوں نے لوگوں سے سنی تھی (وہ خود اس پر بڑے رنجیدہ تھے) اس بات کی خبر حضور نبی اکرم ﷺ کو دی۔ آپ ﷺ اسی وقت منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا:

مَنْ أَنَا؟ فَقَالُوا: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ. قَالَ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَخَيْرِهِمْ نَسَبًا.

"میں کون ہوں؟ سب نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور اس مخلوق میں سے بہترین مخلوق (انسان) کے اندر مجھے پیدا فرمایا اور پھر اس بہترین مخلوق کے دو حصے (عرب و عجم) کیے اور ان دونوں میں سے بہترین حصہ (عرب) میں مجھے رکھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس حصے کے قبائل بنائے اور ان میں سے بہترین قبیلہ (قریش) کے اندر مجھے رکھا اور پھر اس بہترین قبیلہ کے گھر بنائے تو مجھے بہترین گھر اور نسب (بنو ہاشم) میں رکھا"۔ (ترمذی، السنن، ۵: ۵۴۳، رقم: ۳۵۳۲)

اس حدیث میں آقا علیہ السلام نے اپنی نبوت و رسالت اور احکام شریعت کا تذکرہ نہیں کیا بلکہ صرف اپنی ذات، اپنی ولادت، اپنے نسب، اپنے گھرانے، اپنے آبا و اجداد اور اپنے قبیلہ کا تذکرہ کیا۔ یہ سارا بیان میلاد مصطفیٰ ﷺ پر مشتمل ہے۔

☆ حضرت واثلہ بن اسقع سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ.

(مسلم، الصحیح، کتاب الفضائل، بَابُ فَضْلِ نَسَبِ النَّبِيِّ ﷺ ۴:۱۷۸۲، رقم: ۲۲۷۶)

''اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں کنانہ کو فضیلت دی، اور کنانہ میں سے قریش کو فضیلت دی اور قریش میں سے بنوہاشم کو فضیلت دی اور بنوہاشم میں سے مجھ کو فضیلت دی''۔

یہ بیان بھی میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔

☆ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے نسب کی طہارت پر ارشاد فرمایا:

خرجت من نكاح ولم اخرج من سفاح من لدن آدم إلى أن ولدني ابي وأمي.

(طبرانی، الأوسط، ۵:۸۰، رقم: ۴۷۲۸)

میرا تولد نکاح سے رہا ہے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر اپنے والدین کریمین تک جتنی پشتیں گزری ہیں، ہر پشت اور ہر نسل میں جو میرے آباء و امہات تھے ان کا سلسلہ تولد نکاح سے رہا ہے۔

سفاح یعنی میرے پورے سلسلہ نسب میں کہیں بھی بدکاری نہیں رہی اور یہ رشتۂ نکاح کی طہارت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور میری والدہ حضرت آمنہؓ کے رشتہ ازدواج تک قائم رہی۔ پورے نسب کو اللہ پاک نے نکاح کے مقدس تعلق میں پرویا ہے اور دور سفاح اور دور جاہلیت کی خرابی سے پاک رکھا ہے۔

قرآن مجید میں آپ ﷺ کی اسی شان فردیت (انفرادیت) کا ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: **وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَo**

اور سجدہ گزاروں میں (بھی) آپ کا پلٹنا دیکھتا (رہتا) ہےo (الشعراء، ۲۶: ۲۱۹)

یعنی ہم آپ کو سجدہ گزاروں میں نسلاً بعد نسلٍ منتقل کرتے لائے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

من صلب نبی إلى صلب نبی حتى أخرجه نبيا.

(ابن کثیر، تفسیر، ۳:۳۵۳)

نبی سے نبی کی صلب تک (پاک سے پاک صلب تک) آپ کا پورا سلسلہ نسب رہا۔ حتیٰ کہ آپ کی شانِ نبوت کے ساتھ ولادت ہوئی۔

طبرانی نے اس قول کو یوں روایت کیا کہ

نبي إلى نبي حتى أخرجت نبيا.

(طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۱:۳۶۲)

امام ہیثمی نے کہا کہ **رجالهما رجال الصحيح.**

ان دونوں روایتوں کے جو رجال ہیں وہ صحیح ہیں۔

☆ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

ما ولدني من سفاح أهل الجاهلية شيء. ما ولدني إلا نكاح كنكاح الإسلام.

میرے والدین سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک میرے پورے نسب میں کسی ایک جگہ بھی دورِ جاہلیت کی آلودگی نے نہیں چھوا۔ میرے والدین اسلام کے نکاح کے رشتے میں جڑتے رہے (اور اس میں کوئی ناجائز رشتہ ہزاروں سال کی تاریخ میں نہ ہوا۔) (بغوی، تفسیر، ۲:۳۴۱)

طہارتِ نسب کیلئے حضرت آدمؑ کی وصیت

امام عبد اللہ عبدی محمد السنوی الرومی (قاضی القضاۃ حلب) اپنی کتاب 'مطالع النور السنی فی طہارۃ النسب العربی' میں بیان کرتے ہیں کہ بیس مرتبہ تولد کے ذریعے آدم علیہ السلام کے ہاں چالیس بیٹے ہوئے۔ یعنی ہر بار دو

بیٹے ہوتے تھے۔ اُن چالیس بیٹوں میں ایک بیٹے کا نام حضرت شیث علیہ السلام ہے جن کی نسل سے آقا علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ حضرت شیث علیہ السلام، آدمؑ کے بعد آقا علیہ السلام کے جد اول ہیں۔ ہر ولادت کے موقع پر دو بیٹے اکٹھے پیدا ہوتے مگر جب حضرت شیث علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو یہ اکیلے پیدا ہوئے، اُن کے ساتھ دوسرا بھائی نہیں تھا۔

امام عبداللہ عبدی محمد السنوی الرومی لکھتے ہیں:

فَإِنَّهُ وُلِدَ مُنْفَرِدًا كَرَامَتًا لِكَوْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ لِنَسْلِهِ.

''حضرت شیث علیہ السلام کا کراماً منفرد پیدا ہونا اس لئے تھا کہ ان کی نسل سے حضور نبی اکرم ﷺ نے تشریف لانا تھا''۔

گویا آقا ﷺ کو نسب کی انفرادیت عطا فرمانے کے لئے حضرت شیثؑ کو بھی انفرادیت عطا کی گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے چالیس بیٹوں میں سے اپنا وصی، نائب، وارث اور خلیفہ حضرت شیث علیہ السلام کو بنایا۔ آپ نے ان کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

اے میرے بیٹے! تم دیکھتے ہو کہ میرے ماتھے میں ایک نور چمکتا ہے، وہ نور محمد ﷺ ہے۔ اس نور نے تیری پشت کے ذریعے آگے منتقل ہونا ہے اور اپنی ولادت تک نسب کا سفر طے کرنا ہے۔ لہٰذا تو پاکیزہ و طاہرہ خاتون کے ساتھ شادی کرنا، چونکہ اُن کے بطن سے نورِ مصطفیٰ علیہ السلام نے آگے گزرنا ہے۔ جب تیری اولاد ہو تو ان کو وصیت کرتے جانا کہ میری نسل میں کوئی بیٹا کسی ایسی خاتون سے شادی نہ کرے جنہیں دور جاہلیت کی آلودگی نے مَس کیا ہو۔ چونکہ یہ پشتیں اور یہ بطن امانت کے لئے ہیں۔ ان پشتوں اور بطنوں میں سے نورِ مصطفیٰ ﷺ نے آگے منتقل ہونا ہے۔

یہ وصیت و عہد اسی طرح تھا جس طرح اللہ رب العزت نے تمام انبیا علیہم السلام کی روحوں سے آقا علیہ السلام کے لئے عہد و میثاق لیا کہ میرے نبی آخرالزماں ﷺ آجائیں تو تم سب اپنا کلمہ چھوڑ کر میرے مصطفیٰ ﷺ کے کلمے کو پڑھنا، ان پر ایمان لے آنا اور ان کے دین کی مدد کرنا۔ بعد ازاں ہر نبی اپنے زمانے میں اپنی امت کو یہی وصیت و نصیحت کرتا رہا۔ اسی طرح ہر نبی اور نسلِ آدم کا ہر فرد جو حضور علیہ السلام کے آبا و اجداد میں تھا، وہ ہر زمانے میں اپنی اولاد کو وصیت کرتا رہا کہ ان کا ایک نسب ایسا رہے جو پاکیزہ پشت اور پاکیزہ رحم کے ساتھ ملے۔

یہ ذہن نشین رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا جب وصال ہوا تو اُس وقت آپ کی عمر مبارک تقریباً نو سو برس تھی۔ وصال تک ان کی نسلیں ان کے بیٹوں، پوتوں، پوتیوں، پڑپوتیوں، پڑپوتوں، نواسوں اور نواسیوں کی جو نسلیں زمین پر آباد تھیں وہ چالیس ہزار افراد تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام کو نسب مصطفیٰ ﷺ میں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد جد اول بننا ہے۔ جب ان کی شادی ہوئی تو ان کی شادی روئے زمین کی سب سے خوبصورت اور مطہر خاتون سے ہوئی، ان کا نکاح اور خطبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر پڑھا اور ملائکہ ان کے گواہ ہوئے۔

حضرت شیثؑ اس بات کا اشارہ دینے کے لئے کہ میں نسب مصطفیٰ علیہ السلام میں جد اول ہوں، آپ اپنے باقی بھائیوں اور قبائل کے ساتھ نہ رہے بلکہ مکہ معظّمہ آکر آباد ہوگئے اور ساری زندگی مکہ معظّمہ میں گزاری، کیونکہ یہیں تاجدار کائنات کی ولادت ہونی تھی۔ حضرت شیثؑ کا وصال بھی مکہ میں ہوا اور جبل ابوقبیس میں دفن ہوئے جو کعبۃ اللہ کے بالکل سامنے ہے۔

حضرت آدمؑ نے حضرت شیثؑ کو جو وصیت/نصیحت کی، جلیل القدر تابعی حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ (جن سے صغائر صحابہ کرام بھی کسب فیض کرتے) نے نسب کی حفاظت کی اس روایت کو بیان کیا۔ امام ابن عساکر، امام زرقانی (المواہب اللدنیہ) نے اسے اپنی کتب میں درج کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو مقامِ مصطفیٰ ﷺ کی آگہی دیتے ہوئے فرمایا:

أي بـنـي! أنت خليفتي من بعدي. فخذها بعمارة التقوىٰ والعروة الوثقىٰ.

میرے بعد روئے زمین پر آپ میرا خلیفہ بننے والے ہیں۔ عُرْوَۃِ الْوُثْقٰی کی طرح تقویٰ اور میری نصیحت/ وصیت پکڑ لے۔

وکلما ذکرت اسم اللہ تعالیٰ فاذکر إلیٰ جنبہ اسم محمد ﷺ.

جب بھی تو اللہ کا ذکر کرے، اللہ کے ذکر کے ساتھ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ ضرور کرنا۔

فانی رأیت اسمہٗ مکتوباً علی ساقِ العرش وانا بین الروح والطین.

جب اللہ رب العزت نے مجھ کو پیدا کیا تو میں نے عرش کے ستونوں پر اسم محمد ﷺ لکھا ہوا دیکھا۔

ثم إني طفت السمٰوٰت فلم أر في السموات موضعا إلا رأيت.

مجھے پوری آسمانی کائنات کی سیر کروائی گئی، میں نے کوئی بھی عزت و بلندی مقام نہیں دیکھا جہاں اسم محمد ﷺ نہ لکھا ہوا ہو۔

وإن ربي أسكنني الجنة فلم أر في الجنة قصرا ولا غرفة إلا رأيت اسم محمد مكتوبا عليه.

پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں سکونت بخشی، میں نے جنت کا ایک محل ایسا نہیں دیکھا، کوئی ایسا حجرہ نہیں دیکھا جس پر اسم محمد ﷺ نہ لکھا ہو۔ (یعنی گویا جنت کا ہر ستون اور ہر درخت مصطفیٰ ﷺ کی ملکیت میں ہے۔)

ولقد رأيت اسم محمد مكتوبا على نحور الحور العين وعلى ورق قصب آجام الجنة وعلى ورق شجرة طوبى وعلى وروق سدرة المنتهى وعلى أطراف الحجب وبين أعين الملئكة.

میں نے فرشتوں کی آنکھوں پر اور اُن کے ماتھوں پر اسم محمد ﷺ دیکھا، سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اسم محمد ﷺ لکھا ہوا دیکھا، الغرض جدھر نظر دوڑائی جو مقامِ بلندی وعزت دیکھا، ہر جگہ اسم محمد ﷺ مکتوب تھا۔

اس لئے بیٹے شیث! ملائکہ بھی ہر وقت اسم محمد ﷺ کا ذکر کرتے ہیں۔

(سیوطی، الدرالمنثور، ۲: ۷۴۶۔۷۴۷)

اس کی تائید قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ.

بے شک اللہ اور اس کے (سب) فرشتے نبیِ (مکرمّ ﷺ) پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ (الأحزاب، ۵۶:۳۳)

یعنی ملائکہ عرش اور فوق العرش آپ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ قرآن مجید میں وصیت آدم علیہ السلام کی تائید، اس قرآنی حکم سے میسر آتی ہے کہ آقا علیہ السلام کی شان کس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے بلند فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے میلاد کے صدقے سے پورے نسب کو منفرد شان عطا کی، جس میں کوئی بھی آقا علیہ السلام کے ساتھ شریک نہیں اور نہ ہی آپ کا کوئی بھی مماثل اور مثیل ہے۔

نورِ مصطفیٰ ﷺ کا پیشانیٔ حضرت عبداللہؓ میں ظہور

آقا علیہ السلام کی شان، مقام، ولادت اور نسب ہر ایک کو شان فردیت حاصل ہے۔ یعنی کسی بھی حوالے سے کوئی حضور علیہ السلام کا مثل نہیں۔ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل عظام کو نبوت و رسالت ملی مگر ان تمام میں بھی آقا علیہ السلام کو ہر حوالے سے فردیت عطا فرمائی۔

آقا علیہ السلام کے پورے نسب پاک میں، آپ کے آباؤ امہات میں کبھی کسی کو دور جاہلیت کی آلودگی نے مس نہیں کیا۔ اس باب میں ایک ایمان افروز واقعہ جسے امام ابونعیم، امام ابن عساکر، امام حلبی اور کثیر آئمہ حدیث نے بیان کیا کہ

حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ کی شادی کی غرض سے کسی ایسی خاتون کی تلاش میں نکلے جو مصطفیٰ ﷺ کی والدہ بننے کی اہل ہوں اور جن کی گود میں نورِ مصطفیٰ ﷺ آ سکے۔ حضرت عبدالمطلب وہ بشارتیں سنتے رہتے تھے کہ حضور ﷺ کی ولادت کا وقت بہت قریب آ گیا

ہے اور علامات ظاہر ہو رہی تھیں لہذا آپؒ اس خوش نصیبی سے اپنا دامن معمور کرنے کے لئے ایسے خاندان کی تلاش میں نکلے جہاں تقویٰ و طہارت موجود ہو۔ اس تلاش کے دوران آپؒ اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ کے ساتھ ایک دفعہ ایک بہت بڑی نامور کاہنہ کے قریب سے گزرے جو تورات اور سابقہ کتب انبیاء کی عالمہ تھی اور بہت خوبصورت تھی۔ اُسے اپنی خوبصورتی، اپنے علم اور اپنی شہرت پر بھی ناز تھا۔ اُس کاہنہ نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے چمکتے ہوئے چہرے میں نورِ مصطفیٰ ﷺ کے حسن کی شکل دیکھی تو درخواست کی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کچھ وقت میرے پاس قیام کرلیں۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اُس خاتون نے کہا: اگر آپ میرے پاس ایک دن رات قیام کر لیں تو میں آپ کو ایک سو قیمتی اونٹ تحفے میں دوں گی۔ اُس کی خواہش تھی کہ میں ان سے تعلقات قائم کروں تا کہ اُس نور کی تجلی کو وہ مجھ سے حاصل کرلے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور فرمایا: یہ رشتہ حرام ہے، میں اس سے مر جانے کو ترجیح دوں گا مگر میں یہاں قیام نہیں کروں گا۔

یہ نورِ مصطفیٰ ﷺ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا مقدر تھا، لہذا اُن کا انتخاب ہوگیا۔ حج کے ایام کے دوران منیٰ کے مقام پر حضرت عبداللہؓ اور حضرت آمنہؓ کا نکاح ہوا۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے منیٰ میں قیام فرمایا اور آقا علیہ السلام کا نور اقدس حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے حج کے دوران قربانی کے ایام میں منیٰ کے مقام پر حضرت آمنہؓ کے بطن میں منتقل ہوا۔

سوال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ کا گھر تو مکہ میں تھا، سیدھا لے کر مکہ میں آجاتے اور اپنے گھر میں قیام ہوتا۔ قربانی کے دنوں میں منیٰ میں قیام فرمانے کی وجہ کیا تھی؟

اس کی جو وجہ میرے ذہن میں اللہ رب العزت نے ڈال دی وہ یہ ہے کہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کعبہ کے وقت حضور علیہ السلام کے میلاد کے لئے کی گئی دعا کی قبولیت کی طرف اشارہ تھا۔ نیز یہی وہ مقام تھا جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کو ذبح کرنے کے لئے لائے تھے۔ مگر رب کائنات نے جنت کا دنبہ بھیج کر اسماعیل علیہ السلام کو سلامت رکھا، کیونکہ انکی نسل سے تاجدارِ کائنات ﷺ نے آنا تھا۔ حضرت عبداللہؓ اور حضرت آمنہؓ دونوں کو منیٰ میں ٹھہرانے کی اللہ رب العزت کی حکمت اور مشیت یہ تھی کہ وہ جگہ جہاں حضرت اسماعیل کو بقاء ملی وہی جگہ نور مصطفیٰ ﷺ کے انتقال (منتقل) کے لئے منتخب فرمائی۔

جب نور مبارک حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی پشت سے بطن آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف منتقل ہوا اور یہ امانت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے سنبھال لی تو اس کے بعد ایک دفعہ آپؓ اُسی کاہنہ خاتون کے پاس سے گزرے جس سے قریش کے لوگ علامات اور پرانی خبروں کے بارے پوچھتے تھے، حضور علیہ السلام کے تذکرے اس نے پرانی کتابوں میں پڑھ رکھے تھے۔ حضرت آمنہ سے حضرت عبداللہ کے نکاح کے بعد اب اس کاہنہ نے حضرت عبداللہؓ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔ امام ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اس کاہنہ سے پوچھا: پہلے تو مجھے تو سو اونٹ دینا چاہتی تھی مگر آج میری طرف تکتی بھی نہیں ہو۔ وجہ کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا: آج اس لیے نہیں تکتی کہ

فارق النور وجه عبدالله انتقل إلى وجه آمنة.

وہ نور جو آپ کی پیشانی میں چمک رہا تھا، جس کی خاطر میں نے دعوت دی تھی کہ میرے زوج/ شوہر بن جاؤ اور آپ نے قبول نہیں کیا تھا، اب وہ نور آپ سے جدا ہوگیا اور قسمت و بخت والی آمنہ رضی اللہ عنہا اس نور کو لے گئی۔ اب مجھے آپ کی حاجت نہیں۔ (حلبي، السيرة الحلبية، ۱:۶۷)

یہ حضور ﷺ کے نور کا پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ بطون کی طرف منتقل ہونے کے الوہی التزام کی ایک جھلک ہے جس سے آپ کے نسب کی فردیت و شان کا اظہار ہوتا ہے۔

(جاری ہے) ❁❁❁❁❁

الفقہ

آپ کے فقہی مسائل

مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی

سوال: منہ بولے بیٹے کے نکاح کے وقت ایجاب وقبول کے دوران حقیقی والد کے بجائے پرورش کرنے والے کا نام بطور والد لکھا اور بولا جائے تو کیا یہ نکاح منعقد ہوجائے گا یا نہیں؟

جواب: حقیقی والد کی جگہ کسی اور شخص کا نام بطور والد لکھنا، بولنا اور اُسے شہرت دینا قرآن مجید کے واضح حکم کے خلاف اور حرام ہے:

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ ج فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَ هُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْكُمْ ط وَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ فِیْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ لا وَلٰـكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ط وَكَانَ اللهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا○

’’تم اُن (مُنہ بولے بیٹوں) کو ان کے باپ (ہی کے نام) سے پکارا کرو، یہی اللہ کے نزدیک زیادہ عدل ہے، پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو (وہ) دین میں تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں۔ اور اس بات میں تم پر کوئی گناہ نہیں جو تم نے غلطی سے کہی لیکن (اس پر ضرور گناہ ہوگا) جس کا ارادہ تمہارے دلوں نے کیا ہو، اور اللہ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔‘‘ (الأحزاب، ٣٣: ٥)

لہٰذا منہ بولے بیٹے کے اصل والد کی جگہ پرورش کرنے والا اپنا نام بطور والد نہیں لکھوا سکتا۔ نیز یہ نکاح بھی منعقد نہیں ہوا، گواہوں کی موجودگی میں نکاح دوبارہ کر لیں۔ اور تمام دستاویزات میں اپنی ولدیت درست کروائیں۔ بے شک یہ کام مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں ہے اور اس کے ذمہ وار آپ خود ہیں۔

سوال: خلع کا اطلاق عدالتی فیصلہ کی تاریخ سے ہوگا یا عدالت میں کیس کرتے وقت کی تاریخ کو مدنظر رکھا جائے گا؟

جواب: خلع سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔ اس حوالے سے محدثین نے متعدد روایات نقل کی ہیں۔ مگر اختصار کی خاطر صرف ایک حدیث مبارکہ بطور دلیل پیش کی جا رہی ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جَعَلَ الْخُلْعَ تَطْلِیْقَةً بَائِنَةً.

’’حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلع کو طلاق بائن قرار دیا۔‘‘

(أبو یعلی، المعجم، ۱: ۱۹۶، رقم: ۲۳۰)

(بیهقي، السنن الکبری، ۷: ۳۱۶، رقم: ۱۴۶۴۲)

لہٰذا خلع کی عدت طلاق کی طرح ہی ہوتی ہے۔ جس دن عدالتی فیصلہ ہو، اُسی دن سے عدت شروع ہوتی ہے یعنی خلع کا اطلاق عدالتی فیصلہ کے بعد ہوتا ہے خواہ لڑکی عرصہ دراز سے اپنے والدین کے گھر بیٹھی ہو۔ عدالتی فیصلہ آنے کے بعد عورت اپنی عدت مکمل کرے گی اور پھر جہاں چاہے شادی کرسکتی ہے۔

☆ www.thefatwa.com, Email:ch.msqadri@hotmail.com

اگر حائضہ ہو تو عدت تین حیض ہوتی ہے۔

اگر عورت کو بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو عدت تین (3) مہینے ہوتی ہے۔ اور حاملہ عورت کی عدت بچے کی پیدائش تک ہے۔ اگر لڑکی حائضہ تھی اور عدالتی فیصلہ کے بعد، دو (2) ماہ کے اندر، تین حیض بھی مکمل ہو چکے تھے تو یہ نکاح منعقد ہوگیا ہے۔

اس کے برعکس اگر عدالتی فیصلہ آنے کے بعد عدت پوری نہیں ہوئی تھی تو پھر یہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ اس صورت میں عدت کے بعد دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے ورنہ بطور میاں بیوی رہنا حرام ہوگا۔ اور جو پہلے ہوا، حرام ہوا۔

سوال: کیا مطلقہ (جس سے کوئی بچہ نہیں ہے) کو بھی نان ونفقہ دیا جائے گا؟

جواب: طلاق رجعی، بائن یا مغلظہ کی صورت میں عدت مکمل ہونے تک نان ونفقہ سابق شوہر کے ذمہ ہوتا ہے۔ بچہ نہ ہونے کی صورت میں عدت کے بعد عورت کہیں اور شادی کرے یا نہ کرے سابق شوہر اُس کے نان ونفقہ کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔

سوال: ہم آج تک نہار منہ پانی پینے کے فوائد سنتے آئے ہیں مگر معجم طبرانی میں ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ شَرِبَ الْمَاءَ عَلَى الرِّيقِ اِنْتَقَصَتْ قُوَّتُهُ.

’’جس نے نہار منہ پانی پیا اس کی طاقت کم ہوگئی۔‘‘

(طبراني، المعجم الأوسط، ٥: ٥٢، رقم: ٤٦٤٦)

نہار منہ پانی پینے کی احادیث نبویہ کی روشنی میں کیا حقیقت ہے؟ وضاحت فرمادیں تاکہ التباس دور ہوجائے؟ (اطلس خان مروت۔ ڈیرہ اسماعیل خان)

جواب: اس روایت کی سند میں زید بن اسلم اور اس کا بیٹا عبدالرحمٰن دونوں ہی بہت کمزور راوی ہیں۔ جن کی طرف، امام طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کے بعد خود بھی اشارہ کیا ہے۔ اسی روایت کے بارے میں، امام ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فيه محمد بن مخلد الرعيني وهو ضعيف.

’’اس روایت میں محمد بن مخلد الرعینی کمزور ہے۔‘‘

(هيثمي، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ٥: ٨٧)

لہٰذا ضعیف روایت سے ہم نہار منہ پانی پینے کی ممانعت ثابت نہیں کر سکتے جبکہ اس سے قوی اسناد والی روایات میں وضو کے بعد بچا ہوا پانی پینا ثابت ہے اور ان احادیث میں نمازِ تہجد اور نمازِ فجر کے لئے وضو کرتے وقت بچے ہوئے پانی کو نہ پینے کی کسی قید کا ذکر یا ممانعت موجود نہیں حالانکہ اس وقت انسان نہار منہ ہوتا ہے۔

عبدالملک بن میسرہ کا بیان ہے کہ میں نے نزال بن سبرہ سے سنا، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ

أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ قَعَدَ فِي حَوَائِجِ النَّاسِ فِي رَحَبَةِ الْكُوفَةِ، حَتَّى حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ، ثُمَّ أُتِيَ بِمَاءٍ، فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَذَكَرَ رَأْسَهُ وَرِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُونَ الشُّرْبَ قِيَامًا، وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ.

’’انہوں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے نمازِ ظہر پڑھی، پھر لوگوں کی حاجت روائی کرنے کے لئے کوفہ کی جامع مسجد کے سامنے والے صحن میں بیٹھ گئے، یہاں تک کہ نمازِ عصر کا وقت ہوگیا۔ پھر آپ کی خدمت میں پانی پیش کیا گیا تو آپ نے نوش فرمایا اور اپنے منہ ہاتھ دھوئے۔ شعبہ راوی نے سر اور پیروں کا بھی ذکر کیا ہے پھر آپ کھڑے ہوئے اور کھڑے کھڑے بچا ہوا پانی نوش فرمایا۔ پھر فرمایا کہ بعض لوگ کھڑے ہوکر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں حالانکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اسی طرح کیا جیسے میں نے کیا ہے۔‘‘

(بخاري، الصحيح، ٥: ٢١٣٠، رقم: ٥٢٩٣)

سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے والد گرامی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے وضو کا پانی طلب فرمایا۔ میں نے وضو کا پانی لاکر حاضر خدمت کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وضو فرمانا شروع کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ

نے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے قبل دونوں پہنچوں کو تین دفعہ دھویا۔ اس کے بعد تین مرتبہ کلی فرمائی اور تین دفعہ ناک صاف فرمائی بعد ازاں آپ نے منہ کو تین دفعہ دھویا۔ بعد ازاں آپ نے دائیں ہاتھ کو کہنی تک تین مرتبہ دھویا۔ بعد ازاں بائیں ہاتھ کو اسی طرح دھویا۔ بعد ازاں آپ نے اپنے سر مبارک پر ایک دفعہ مسح فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے دائیں پاؤں کو ٹخنوں تک تین دفعہ صاف فرمایا پھر ایسے ہی بائیں کو۔ اس کے بعد آپ نے کھڑے ہوکر پانی لانے کا حکم صادر فرمایا۔ میں نے وہی برتن جس میں وضو کا بچا ہوا پانی تھا حاضر خدمت کیا۔

(حدیث مبارکہ کا موضوع سے متعلقہ حصہ یہاں سے شروع ہوتا ہے)

فَشَرِبَ مِنْ فَضْلِ وَضُوئِهِ قَائِمًا فَعَجِبْتُ فَلَمَّا رَآنِي قَالَ لَا تَعْجَبْ فَإِنِّي رَأَيْتُ أَبَاکَ النَّبِيَّ ﷺ يَصْنَعُ مِثْلَ مَا رَأَيْتَنِي صَنَعْتُ يَقُولُ لِوُضُوئِهِ هَذَا وَشُرْبِ فَضْلِ وَضُوئِهِ قَائِمًا.

’’آپ نے کھڑے کھڑے اس میں سے پانی پی لیا میں متعجب ہوا پھر جب مجھے دیکھا تو آپ ؓ نے ارشاد فرمایا: حیران نہ ہوں کیونکہ میں نے آپ کے نانا جان ﷺ کو ایسے ہی کرتے ہوئے دیکھا جیسے تم نے مجھے کرتے ہوئے دیکھا، حضور ﷺ اسی طرح وضو فرماتے اور آپ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہوکر پیتے تھے۔‘‘

(نسائي، السنن، ۱: ۸٤، رقم: ۱۰۰)

مذکورہ بالا روایات نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان احادیث مبارکہ سے وضو کے بعد بچا ہوا پانی پینا ثابت ہے لیکن کہیں بھی یہ قید نہیں لگائی گئی کہ نماز تہجد اور فجر کے لئے وضو کرتے وقت بچا ہوا پانی نہ پیا جائے جبکہ اس وقت انسان نہار منہ ہوتا ہے۔

لہٰذا ترجیح قوی الاسناد احادیث مبارکہ کو دی جائے گی۔ جس سے نہار منہ پانی پینے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔

سوال: اگر کوئی شخص زندگی میں اپنے بیٹے یا بیٹی کو اپنے مال و دولت اور جائیداد سے کچھ حصہ دیدے تو کیا والد کی وفات کے بعد ترکہ میں سے بھی اُس بیٹے یا بیٹی کو حصہ ملے گا؟

جواب: زندگی میں جو مال بھی دیا اُس کا وراثت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے کہ وراثت تو بنتی ہی وفات کے بعد ہے۔ لہٰذا کسی شخص کے وقتِ وفات جتنے بھی ورثاء زندہ ہونگے، اُن کو اُس کے ترکہ سے حصہ ملے گا۔ زندگی میں جو بھی دے گا اُس کو ہبہ تصور کیا جائے گا۔

اطلاع عام

عبدالمنان وارثی (سابقہ ریسپشنسٹ مین گیٹ استقبالیہ مرکزی سیکرٹریٹ تحریک) کو تحریک منہاج القرآن کے انتظامی نظام العمل کے قواعد و ضوابط کی سنگین نوعیت کی خلاف ورزی اور اخلاقی اقدار سے منحرف سرگرمیوں میں ملوث پائے جانے پر نہ صرف مرکزی سیکرٹریٹ کی ملازمت بلکہ تحریکی رکنیت سے بھی خارج کر دیا گیا ہے۔ لہذا عبدالمنان وارثی تحریک کے کسی بھی فورم، پروگرام اور سرگرمیوں میں شامل نہیں ہوسکتا۔

عوام الناس، تحریکی کارکنان اور تنظیمات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ عبدالمنان وارثی کے جھوٹے عاملانہ پیری مریدی کے دعوؤں اور دوسرے ہتھکنڈوں سے محتاط رہیں اور اس سے کسی بھی قسم کا کوئی بھی لین دین نہ کریں۔ بصورت دیگر ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔ (منجانب: ادارہ)

حضوریٔ رسالت ﷺ بطریقِ اتباع و محبت

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری

نسبتِ رسالتِ محمدی ﷺ اور ربط و تعلق

رسالتِ محمدی ﷺ کی ظاہری بنیاد اتباع پر قائم ہے اور باطنی بنیاد محبت ذات مصطفیٰ ﷺ پر قائم ہے۔ جب تک یہ دونوں سمتیں اکھٹی نہیں ہوتیں اس وقت تک نہ تو ظاہری نسبت ملتی ہے اور نہ ہی باطنی محبت نصیب ہوتی ہے۔ ان دونوں سمتوں کے قائم و دائم رہنے کے نتیجے میں ارتضٰی و ارتقاء نصیب ہوتا ہے۔ بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ سے نسبت و فیوضات کے حصول کے لئے ظاہری و باطنی دونوں تعلق کا مضبوط و مستحکم ہونا ضروری ہے۔ کوئی ایک تعلق/سمت کمزور ہونے کے سبب حضوری رسالت ﷺ میں بھی کمی واقع ہوجائے گی۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ.

’’یہ نبی (مکرّم ﷺ) مومنوں کے ساتھ اُن کی جانوں سے زیادہ قریب اورحق دار ہیں۔‘‘ (الأحزاب: ٦)

اس آیت کریمہ میں درحقیقت نسبت محمدی ﷺ اور ربطِ رسالت محمدی ﷺ کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس کے ساتھ نسبت اور ربط و تعلق کی بنیادی طور پر دو شکلیں ہیں:

۱۔ تعلق صوری　　　۲۔ تعلق معنوی

نسبت اور غلامی کے ظاہری تعلق کو تعلق صوری کہتے ہیں اور باطنی تعلق کو تعلق معنوی کہتے ہیں۔ آیئے! اس تعلق کی تفصیلات پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

حضوریٔ رسالت کی ظاہری بنیاد

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ظاہری ربط اور ظاہری نسبت کو قائم و دائم کرنے کی اصل بنیاد اتباعِ رسالتِ محمدی ﷺ ہے۔ اللہ رب العزت نے اس سلسلہ میں متعدد ارشادات فرمائے۔ ارشاد فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَo (الأنفال، ٨: ٢٠)

’’اے ایمان والو! تم اللہ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اس سے رُوگردانی مت کرو حالاں کہ تم سن رہے ہوo‘‘

دوسرے مقام پر فرمایا:

قُلْ اَطِیْعُوا اللهَ وَالرَّسُوْلَ. (آل عمران، ٣: ٣٢)

’’آپ فرما دیں کہ اللہ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو۔‘‘

ایک مقام پر اتباع کی صورت میں رحمت کی نوید سناتے ہوئے فرمایا:

وَ اَطِیْعُوا اللهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَo

’’اور اللہ کی اور رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔‘‘ (آل عمران: ١٣٢)

ایک اور مقام پر حضور ﷺ کی اطاعت و اتباع کو اپنی اطاعت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ. (النساء، ٤: ٨٠)

''جس نے رسول (ﷺ) کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا۔''

اسی بات کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے فرامین سے واضح فرماتے ہوئے امت کی اپنی اتباع و اطاعت کی طرف رہنمائی فرمایا۔ ارشاد فرمایا:

مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللهَ. (صحیح بخاری، ۳: ۱۰۸۰، باب یقاتل من ورآء الامام ویتقی به)

''جس نے میری اطاعت کی تو گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی تو گویا اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔''

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت اور غلامی کے ظاہری تعلق کے حصول کے چار مراحل ہیں:

۱۔ اتباع ۲۔کمالِ اتباع

۳۔کمالِ اتباع پر مواظبت اختیار کرنا

۴۔کمالِ اتباع پر مواظبت میں استقامت اختیار کرنا

۱۔ اتباع

اگر آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت طیبہ، اسوۂ حسنہ، تعلیمات، جمالِ مصطفیٰ سے وارفتگی اور تعلقِ غلامی کی نسبت مل جائے تو ظاہری تعلق کا پہلا مرحلہ طے ہو جاتا ہے اور اس کو اتباعِ رسول ﷺ کہتے ہیں۔

۲۔کمالِ اتباع

اتباع کے بعد دوسرا مرحلہ اس اتباع میں کمال کا حصول ہے کہ اس انسان کی زندگی اس فرمان الٰہی کے مطابق اتباع رسول ﷺ کے قالب میں ڈھل جائے کہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

(الأحزاب، ۳۳: ۲۱)

''فی الحقیقت تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ کی ذات) میں نہایت ہی حسین نمونۂ (حیات) ہے۔''

یعنی جب اس اتباع میں دوام اور اکملیت مل جائے تو تعلق بڑھنے کے ساتھ ساتھ اتباع میں بھی کمال ملتا جاتا ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

فَـلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا○ (النساء، ٤: ٦٥)

''پس (اے حبیب!) آپ کے رب کی قسم یہ لوگ مسلمان نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ وہ اپنے درمیان واقع ہونے والے ہر اختلاف میں آپ کو حاکم بنالیں پھر اس فیصلہ سے جو آپ صادر فرما دیں اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور (آپ کے حکم کو) بخوشی پوری فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں○''

اس آیت میں کمالِ اتباع کی طرف اشارہ ہے کہ جب عاشق مصطفیٰ ﷺ اتباع رسالت کے رستے سے مرحلے طے کرتا ہے اور حضور ﷺ کی ذات وصفات، انوار وتجلیات، صورت وسیرت میں فنا ہوتا چلا جاتا ہے تو اس کا اپنا کچھ نہیں رہتا، اس کی پسند و ناپسند مصطفیٰ ﷺ کی پسند و ناپسند کے تابع ہو جاتی ہے حتی کہ اس کا اعتقاد، افکار، تخلیات اور تصورات تک تمام کا تمام مصطفیٰ ﷺ کے تابع ہو جاتا ہے۔ پھر اس بندے کو مزاجاً، قولاً، فعلاً حتیٰ کہ طبعًا بھی متابعیت ملتی ہے۔ جب اس عاشق اور محبّ مصطفیٰ کو اس طرح کی کامل متابعیت مصطفیٰ ﷺ نصیب ہو جائے تو اسے کمال اتباع کہتے ہیں۔

کمالِ اتباع نصیب ہوجانے کے بعد پھر وہ نادانستہ بھی کوئی عمل حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے خلاف نہیں کرتا۔ یعنی اس مرحلہ پر اس کا مزاج، ذوق، شوق، ترجیحات اور پسند تک حضور ﷺ کی پسند میں فنا ہو جاتی ہیں۔ پھر اسے اعتقادی فنائیت بھی مل جاتی ہے اور عملی، فکری، ذوقی، طبعی اور فعلی فنائیت بھی حاصل ہوجاتی ہے۔ اتباع مصطفیٰ ﷺ میں اس طرح کی جامعیت، کاملیت اور تمامیت مل جائے تو پھر

بندہ نسبت اور غلامی کے ظاہری تعلق کے اگلے مرحلہ مواظبت علی کمال اتباع میں منتقل ہو جاتا ہے۔

۳۔ کمال اتباع پر مواظبت اختیار کرنا

ظاہری تعلق کے اس مرحلہ میں آقا ﷺ کی اتباع کرنے والا آپ ﷺ کی صفات، چہرہ والضحیٰ اور زلف عنبریں میں فنا ہوتا ہے۔ وہ حضور ﷺ کے آثار کو تلاش کرتا پھرتا ہے جہاں اُسے آقا ﷺ کا نقشِ پا یا کوئی بھی نسبت مل جائے اسی جگہ سرِتسلیم خم کر لیتا ہے۔

؎ مجھے کیا خبر تھی رکوع کی مجھے ہوش کب تھا سجود کا
تیرے نقش کفِ پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں

حضور ﷺ کے محبین کو ڈھونڈتا پھرتا ہے جہاں حضور ﷺ کا عاشق مل جائے اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ الغرض وہ حضور ﷺ کی نسبتوں کے پیچھے مارا مارا پھر رہا ہوتا ہے۔ پھر یہ مواظبت کسی واقعہ، کسی خاص دن، رسم کے ساتھ محدود نہیں رہتی بلکہ دوام اختیار کر جاتی ہے۔

۴۔ مواظبت میں استقامت اختیار کرنا

کمال اتباع میں مواظبت کے بعد اس عاشق کی ساری زندگی حضور ﷺ کی سیرت کے تابع ہو جاتی ہے۔ اس کا سونا، جاگنا، چلنا، پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، جدوجہد کرنا، لکھنا، پڑھنا، سمجھنا اور سوچنا الغرض اس کی زندگی کا لمحہ لمحہ متابعت مصطفیٰ ﷺ میں قائم و دائم ہو جاتا ہے اور اس وقت اس کو مواظبت اتباع مصطفیٰ ﷺ میں استقامت نصیب ہو جاتی ہے۔

کمالِ اتباع پر فائز شخصیات

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ شخصیات ہیں جن کو اتباع میں کمال درجے کی مواظبت و مداومت مل گئی۔ ان کی زندگی کا مقصد اتباع و اطاعت مصطفیٰ ﷺ تھا اور رضائے مصطفیٰ ﷺ کا حصول تھا۔ سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللهَ بَعَثَ إِلَيْنَا مُحَمَّداً ﷺ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئاً، فَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَاهُ يَفْعَلُ. (ابن حبان، الصحیح، ٤: ٣٠١، الرقم: ١٤٥١)

یعنی ہم تو صحرا کے بدو تھے، بھٹکتے پھرتے تھے۔ خدا نے کرم کیا کہ اپنا مصطفیٰ ﷺ ہمیں عطا کر دیا۔ اب ہم حضور ﷺ کو جو جو عمل کرتے ہوئے دیکھتے ہیں پس اس کی پیروی کرتے چلے جاتے ہیں، اسی طرح ہمارا اسلام کامل ہوتا چلا جاتا ہے۔ ہمیں نہ کعبہ کی خبر تھی اور نہ صوم و صلاۃ کی خبر تھی، جو خبر حضور ﷺ دیتے رہے اس کی متابعت میں زندگی بسر کرتے رہے۔

ذہن نشین رہے کہ جو متابعت مصطفیٰ ﷺ میں زندگی بسر کرتا ہے تو اللہ رب العزت ان کو آزماتا بھی ہے کہ ان کی متابعت اپنے کمال کو پہنچی ہے یا ابھی سفر کر رہی ہے۔ تحویل قبلہ کے وقت مسلمانوں کو آزمایا گیا اور اس آزمائش کا ذکر قرآن مجید میں یوں فرمایا:

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ.

’’اور آپ پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ ہم (پرکھ کر) ظاہر کر دیں کہ کون (ہمارے) رسول (ﷺ) کی پیروی کرتا ہے (اور) کون اپنے الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔‘‘ (البقرۃ، ٢: ١٤٣)

اللہ تعالیٰ بھی آزماتا ہے کہ یہ صحابہ جو دن رات صحبت مصطفیٰ ﷺ، مجالست مصطفیٰ ﷺ، بارگاہ مصطفیٰ ﷺ اور عبدیت مصطفیٰ ﷺ میں زندگی بسر کرتے ہیں، ان کا مرکز و محور ذاتِ مصطفیٰ ﷺ ہے یا کچھ اور ہے؟ خدا نے چاہا کہ آزمائے کہ صحابہؓ اپنا رخ قبلہ اول بیت المقدس کی طرف رکھتے ہیں یا متابعت مصطفیٰ ﷺ میں کعبہ کی طرف پھیر لیتے ہیں۔ الغرض خدا نے ان کی محبت، اتباع، پیروی اور متابعت کو آزمایا۔ عاشقین اس مرحلہ سے کامیابی سے گزرے جبکہ منافقین کا نفاق ظاہر ہو گیا۔

یہ وہ صحابہ تھے جن کا ہر عمل حضوریٔ رسالت

کے بغیر نامکمل تھا اور ہر وہ عمل جس میں حضور ﷺ کی اتباع نہ پاتے اس کو عبث سمجھتے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب صلح حدیبیہ کے موقع پر سفیر کے طور پر مکہ جاتے ہیں تو وہاں کفار مکہ انہیں اجازت دیتے ہیں کہ اتنے عرصہ بعد آئے ہو، کعبۃ اللہ سامنے ہے اگر چاہو تو طواف کرلو۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ماكنت لافعل حتى يطوف به رسول اللهؐ.

’’میں اس وقت تک طواف کعبہ نہیں کرسکتا جب تک حضور ﷺ اس کا طواف نہ فرمائیں‘‘۔

یعنی تم نے عثمان کے ایمان کو سمجھا ہی نہیں۔ یہ وہ عثمان ہے جس کو کعبے کی خبر مصطفیٰ ﷺ نے دی ہے اور وہ اس چہرۂ والضحیٰ کے بغیر کعبے کا طواف کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ الغرض صحابہ حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے۔ سیدنا موسیٰ بن عقبہؒ فرماتے ہیں:

صحابہؓ کی متابعت مصطفیٰ ﷺ کا عالم یہ ہے کہ ہم سالم بن عبد اللہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ راستوں میں چلتے ہوئے کچھ مقامات کو تلاش کر رہے ہیں۔ کوئی مقام نظر آتا ہے تو وہاں دو رکعت نماز ادا کرتے ہیں۔ پوچھا کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ کہا: میں نے یہاں پر ابن عمر کو دو نفل پڑھتے ہوئے دیکھا تو ان سے پوچھا کہ ابن عمر! یہاں دو رکعت کیوں پڑھیں؟ وہ کہتے ہیں کہ مجھے بھی معلوم نہیں، پس میں نے اپنے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کو یہاں نماز پڑھتے دیکھا تھا، میں تو محبوب کی اداؤں کو دہراتا ہوں اور یہی میری صحابیت ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا گیا کہ آپ دروازے کی چوکھٹ پر کھڑے کھڑے پانی پی رہے ہیں۔ عرض کیا: امیر المومنین! یہ کیا کر رہے ہیں کچھ لوگ تو اس عمل کو مکروہ جانتے ہیں۔ فرمایا: مجھے اس سے غرض نہیں کہ لوگ مکروہ جانیں یا نہ جانیں، مجھے غرض ہے تو صرف اس سے کہ میں نے اپنے محبوب ﷺ کو یہاں کھڑے ہو کر پانی نوش کرتے ہوئے دیکھا۔ مجھے اس سے غرض ہے جو میرے محبوب کے ہاں قبول ہے اور جو میرے محبوب کے ہاں مقبول نہیں وہ میرے ہاں بھی متروک ہے۔

حضوریٔ رسالت کی باطنی بنیاد

حضور ﷺ کی نسبتِ غلامی کا باطنی تعلق محبت سے استوار ہے۔ ظاہری تعلق کی مضبوطی کے ساتھ ساتھ باطنی تعلق کو بھی مضبوط بنیادوں پر استوار کرنا ضروری ہے۔ اس باطنی تعلق کے حصول کے چار مرحلے ہیں:

۱۔ محبتِ مصطفیٰ ﷺ ۲۔ تعظیم و توقیر مصطفیٰ ﷺ

۳۔ استظہار صورت محمدی ﷺ ۴۔ اتصال حقیقت محمدی ﷺ

۱۔ محبت مصطفیٰ ﷺ

اہل محبت کے شب و روز کا مطالعہ کریں تو محبتِ مصطفیٰ ﷺ کی سمجھ آتی ہے۔

حضرت ابو محذورہؓ کے بالوں کی ایک لٹ تھی جسے وہ ساری زندگی نہ کٹواتے تھے۔ وہ بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ جب وہ نماز ادا کرتے تھے تو وہ زمین کو چھوتی تھی۔ صحابہ کرامؓ پوچھنے پر مجبور ہو گئے کہ اے ابو محذورہ! اس لٹ کو کٹواتے کیوں نہیں؟ فرمایا: یہ میرے وہ بال ہیں جن پر میرے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کا دست اقدس لگا ہے لہذا اسے میں ساری زندگی نہیں کٹوا سکتا۔

غزوہ تبوک کے موقع پر ایک رات میں حضور کے خیمۂ مبارک کے باہر حضور ﷺ کا چوکیدار بن کر ڈیوٹی دے رہا تھا کہ سامنے والے خیمے سے عبد اللہ نامی ایک صحابی اونچی اونچی آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کررہے تھے جسے میں ساری رات سنتا رہا۔ صبح ہوئی تو بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ پر میرے ماں باپ قربان جائیں، عبداللہ ساری رات اونچی آواز سے تلاوت کرتا ہے، یہ ریاکار محسوس ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار! اسے ریاکار مت کہو، یہ تو میرا عاشق ہے۔ چند دن ہی گزرے تھے کہ وہ قاری صحابی جن کا نام عبد اللہ تھا، ان کا وصال ہوگیا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرامؓ کو بلا کر فرمایا:

اِرْفَقُوا بِهِ، رَفَقَ اللّٰهُ بِهِ.

اپنے اس ساتھی کی بڑی شفقت و محبت سے تکفین و تجہیز کرو۔ کفن دینے کے بعد حضور ﷺ خود اس کی لحد میں اُترے، اس کا سر اپنے دست اقدس میں لے کر قبلہ رخ کیا اور اس کی تدفین اپنے دست اقدس سے کی۔ بعد ازاں اپنے ہاتھ اٹھا کر اللہ کی بارگاہ میں یوں عرض کیا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَمْسَيْتُ عَنْهُ رَاضِيًا، فَارْضَ عَنْهُ.

مولا! میرا یہ عاشق اُس حال میں یہاں سے جا رہا ہے کہ تیرا محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ اس سے راضی ہے پس تو بھی اس سے راضی ہوجا۔

محبّ کی محبت اور عاشق کا عشق تب کامل ہے کہ جب آقا ﷺ خود اس کے بارے میں فرما دیں کہ یہ میرا ہے۔

سیدنا عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں:

وَلَوَدِدْتُ أَنِّي مَكَانَهُ. لَيْتَنِي كُنْتُ صَاحِبَ الْحُفْرَةِ.

(أبو نعيم، حلية الأولياء، ١: ١٢٢)

حضرت عبداللہ کی اس پُر فخر تدفین پر اور حضور ﷺ کی اس کے لئے دعا پر وہیں پر ایک خواہش نے جنم لیا کہ کاش اس کی جگہ میں ہوتا۔ میرا سر بھی حضور ﷺ کے دست اقدس میں ہوتا اور حضور ﷺ خود میری تدفین فرماتے۔

حتی کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ بھی حضور ﷺ کی اس صحابی رسول ﷺ پر کمال شفقت کو دیکھتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ

لَوَدِدْتُ أَنِّي صَاحِبُ الْحُفْرَةِ.

''کاش یہ صاحب قبر میں ہوتا''۔

۲۔ تعظیم و توقیر مصطفیٰ ﷺ

محبت جب فنائیت کے مرحلہ پر پہنچتی ہے تو صرف محبت نہیں رہتی بلکہ تعظیم و توقیر میں ڈھل جاتی ہے۔ پھر محبّ و عاشق ہر حال میں محبّ و عاشق رہتا ہے، حضور ﷺ سامنے ہوں تو تب بھی محبّ و عاشق ہے، حضور ﷺ ظاہری پردہ فرما جائیں تو تب بھی محبّ و عاشق ہے۔

سیدنا عمر فاروقؓ اپنے دور خلافت میں اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور صحابی رسول حضرت اسامہ بن زیدؓ کو بلاتے ہیں۔ آپؓ نے عبد اللہ بن عمرؓ کا وظیفہ تین ہزار درہم مقرر کیا اور حضرت اسامہ بن زید کے لیے ساڑھے تین ہزار درہم کا وظیفہ مقرر کیا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ مجبور ہو کر کہنے لگے: اے ابا جان! کیا میں آپ کو محبوب نہیں؟ فرمایا: ہاں، تو میرا لخت جگر ہے، محبوب کیوں نہیں۔۔۔ عرض کیا: کیا میں غزوات میں سبقت نہ لے جاتا تھا؟ معرکوں میں جیتتا نہ تھا۔ کیا میں دشمنوں کے سر قلم نہیں کرتا؟ فرمایا: ہاں، یہ سب اوصاف آپ میں ہیں۔ عرض کیا تو پھر اسامہ بن زید کو مجھ سے زیادہ وظیفہ کیوں؟ فرمایا: یہ قانون و قاعدہ کی بات نہیں بلکہ محبت کی بات ہے۔ زید تمہارے باپ سے زیادہ میرے آقا ﷺ کو محبوب تھا اور زید کا بیٹا اسامہ میرے بیٹے سے زیادہ آقا ﷺ کو محبوب تھا۔ اب میں حضور ﷺ کے محبوب کو دیکھوں یا اپنے محبوب کو دیکھوں۔ اب میرا بیٹا بیشک مقبول اور محبوب ہوگا مگر محبوب مصطفیٰ ﷺ کی محبت اور اُن کے محبوبوں کے سامنے کسی کی محبت و رشتہ کوئی معنی نہیں رکھتا۔

۳۔ استظہار صورت محمدی ﷺ

باطنی نسبت مصطفیٰ ﷺ کے حصول کا تیسرا مرحلہ استظہار صورت محمدی ﷺ ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب عاشق تعظیم کے بعد فنائیت کی طرف سفر کرتا ہے تو صورتِ مصطفیٰ ﷺ میں گم ہو جاتا ہے، پھر وہ زلف عنبرین، چشمانِ مقدس، لب و رخسارِ مصطفیٰ ﷺ، گنبد خضری اور بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کا تصور کرتا ہے۔ نسبت مصطفیٰ ﷺ میں ایسے فناء ہوتا ہے کہ ہر وقت بارگاہ

مصطفیٰ ﷺ میں ہی رہتا ہے، اسے کسی اور شے کی خبر نہیں رہتی بلکہ ہر وقت اس کی نظر مصطفیٰ ﷺ پر رہتی ہے۔

امام قسطلانی سے پوچھا گیا کہ عاشق کی اتباع کیا ہے؟ امام قسطلانی نہ تو صحابی ہیں نہ ہی تابعی بلکہ وہ تو بعد میں آنے والے امام ہیں۔ آپؒ نے فرمایا:

اِتِّبَاعُ هٰذَا النَّبِیِّ الْكَرِيْم.

امام قسطلانی نے یہاں ''وہ نبی'' نہیں کہا بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ ''یہ جو نبی ہیں ان کی اتباع''۔ گویا اگر کہنے والے کے سامنے چہرۂ مصطفیٰ نہ ہو تو وہ هٰذَا النَّبِیُّ نہیں کہتا بلکہ وہ ذَاکَ النَّبِیُّ (وہ نبی) کہتا ہے۔

عاشق نماز میں جاتا ہے تو اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ أَيُّهَا النَّبِیُّ کہتا ہے اس لئے کہ حضور ﷺ اس کے سامنے ہوتے ہیں اور وہ حالت نماز میں حضور ﷺ کی زیارت کرکے آپ ﷺ پر سلام بھیجتا ہے اور الصلاۃ معراج المومنین کی کیفیت سے مستنیر ہوتا ہے۔

صدیقؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ اور اویسؒ و بلال رضی اللہ عنہم کے راستے پر گامزن رہنے والا ذَاکَ النَّبِیُّ نہیں بلکہ هٰذَا النَّبِیُّ کہتا ہے اور جو ابوجہل و ابولہب کے راستے پر ہو وہ ''ذاک النبی'' (وہ نبی) کہتا ہے۔

پوچھا کہ فَاتِّبَاعُ هٰذَا النَّبِیِّ الْكَرِيْمِ کیا ہے؟ فرمایا:

اگر اتباع، تصورِ نسبت مصطفیٰ ﷺ اور عشق مصطفیٰ ﷺ کامل ہو تو پھر اس اتباع میں حیات القلوب ہے۔۔۔ حضور کی اتباع میں نور البصائر (بصیرتوں کا نور) ہے۔۔۔ شفاء الصدور اور لذت الارواح ہے۔۔۔ پھر یہ اتباع وحشت زدہ لوگوں کے لئے محبت اور بھٹکے ہوئے لوگوں کے لئے صراط مستقیم کا درجہ رکھتی ہے۔

استظہار صورت محمدی ﷺ میں دلوں کو حیات اور سرور اس لئے ملتا ہے کہ سامنے چہرۂ وَالضُّحٰی، وَاللَّيْلِ زلفیں اور مَا زَاغَ الْبَصَرُ والی آنکھیں ہوتی ہیں۔ اس لئے اللہ رب العزت نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ. (الأنفال، ۸: ۲۴)

''اے ایمان والو! جب (بھی) رسول (ﷺ) تمہیں کسی کام کے لیے بلائیں جو تمہیں (جاودانی) زندگی عطا کرتا ہے تو اللہ اور رسول (ﷺ) کو فرمانبرداری کے ساتھ جواب دیتے ہوئے (فوراً) حاضر ہو جایا کرو۔''

یعنی جب میرے آقا ﷺ تمہیں بلائیں اور تم حاضر ہوجاؤ گے تو وہ تمہیں بلا کر تمہارے مردہ دل زندہ کردیں گے اور بُعد کو قربت میں بدل دیں گے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے یقین میں پختگی کے لئے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کیا کہ تو مردہ کو زندگی کس طرح دے گا؟ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ

فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْکَ.

''سوتم چار پرندے پکڑ لو پھر انہیں اپنی طرف مانوس کرلو۔'' (البقرة، ۲: ۲۶۰)

یہاں فَصُرْهُنَّ اِلَيْکَ سے مراد یہ ہے کہ اِجْعَلْ لَهُمُ الْمُشْتَاقِيْنَ لَکَ يَا اِبْرَاهِيْمُ۔

اے ابراہیم! انہیں اپنا عشق، اُنس، مجالست اور اپنی صحبت کا فیض دے دیں، پھر اُن کے ٹکڑے کر کے پہاڑوں پر چھوڑ آئیں۔ پھر انہیں اپنی طرف بلائیں۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے نداء دی تو وہ پرندے زندہ ہو کر قدمین ابراہیمؑ میں آ گئے۔

بتانا یہ مقصود تھا کہ جس جان میں عشق و محبت اور اُنسِ نبی ہوگا وہ جان کبھی مردہ نہیں ہوتی۔ اگر پرندے عشق ابراہیمؑ کے ساتھ زندہ ہوکر قدم ابراہیمؑ میں آ سکتے ہیں تو عشق مصطفیٰ ﷺ میں عاشق زندہ کیوں نہیں ہوسکتا۔ پس جس کو استظہار صورت مصطفیٰ ﷺ مل جائے، تصور مصطفیٰ ﷺ مل جائے تو ان کے مردہ دل بھی زندہ ہوجاتے ہیں۔

استظہار صورت محمدی ﷺ کی تعلیم اللہ رب

العزت نے خود قرآن مجید میں متعدد مقامات پر عطا کی۔

☆ ارشاد فرمایا:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَآءِ.

''(اے حبیب!) ہم بار بار آپ کے رُخِ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں۔'' (البقرة، ۲: ۱۴۴)

یعنی میں خدا ہو کر چہرۂ مصطفیٰ ﷺ کو دیکھتا ہوں مگر تم امتی اور عاشق ہو کر صورت مصطفیٰ ﷺ کا تصور نہیں کرتے۔

☆ پھر فرماتا ہے:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْکَ. (طه، ۲۰: ۱۳۱)

''اور آپ دنیوی زندگی میں زیب و آرائش کی ان چیزوں کی طرف حیرت و تعجب کی نگاہ نہ فرمائیں۔''

یعنی میں خدا ہو کر نگاہ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کرتا ہوں مگر تم اُمتی و عاشق ہو کر نگاہ مصطفیٰ کا تصور نہیں کرتے۔

☆ پھر فرماتا ہے: مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی.

''(اُن کے) دل نے اُس کے خلاف نہیں جانا جو (اُن کی) آنکھوں نے دیکھا۔'' (النجم، ۵۳: ۱۱)

یعنی میں خدا ہو کر دل مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کرتا ہوں، تم مصطفیٰ ﷺ کا غلام ہو کر بھی ان کے قلب کا تصور نہیں کرتے۔

☆ فرمایا:

مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی. (طه، ۲۰: ۲)

''(اے محبوبِ مکرّم!) ہم نے آپ پر قرآن (اس لیے) نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔''

یعنی میں خدا ہو کر بھی محبوب کے کھڑے ہونے کی فکر کرتا ہوں۔ ان کے قدم مبارک متورم ہو جائیں تو مجھے فکر ہوتی ہے اور تم اُمتی ہو کر قدمین مصطفیٰ ﷺ کا تصور نہیں کرتے۔

☆ فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ. (التين، ۹۵: ۴)

''بے شک ہم نے انسان کو بہترین (اعتدال اور توازن والی) ساخت میں پیدا فرمایا ہے۔''

یعنی میں خدا ہو کر تقویم مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کرتا ہوں، تم عاشق مصطفیٰ ﷺ ہو کر حضور کی تقویم کا تصور نہیں کرتے۔

☆ فرمایا: وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيْمٍ. (القلم، ۶۸:۴)

''اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزّین اور اَخلاقِ اِلٰہیہ سے متّصف ہیں)۔''

یعنی میں خدا ہو کر خلق مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کرتا ہوں، تم عاشق ہو کر خلق مصطفیٰ ﷺ کا تصور نہیں کرتے۔

☆ فرمایا:

لَعَمْرُکَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَکْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ.

''(اے حبیبِ مکرّم!) آپ کی عمرِ مبارک کی قَسم، بے شک یہ لوگ (بھی قومِ لوط کی طرح) اپنی بدمستی میں سرگرداں پھر رہے ہیں۔'' (الحجر، ۱۵: ۷۲)

یعنی میں خدا ہو کر حضور ﷺ کی عمر کا ذکر کرتا ہوں اور تم عاشق مصطفیٰ ہو کر عمرِ مصطفیٰ کا تصور نہیں کرتے۔

۴۔ اتصالِ حقیقتِ محمدی ﷺ

نسبتِ مصطفیٰ ﷺ کے روحانی تعلق کے حصول کا آخری مرحلہ اتصال حقیقت محمدی ﷺ ہے۔ یہ مقام جنہیں مل جاتا ہے، وہ ابو العباس المرسی ہو جاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ

لَوْ حُجِبَ عَنِّی رَسُوْلُ اللهِ طُرْفَةَ عَيْنٍ مَا اَعْدَدْتُ نَفْسِی مِنْ زُمْرَةِ الْمُسْلِمِيْنَ.

”جس لمحے چہرۂ مصطفیٰ ﷺ میری آنکھوں سے اوجھل ہو جائے، میں اپنے آپ کو مسلمان نہیں سمجھتا۔“

امام نیشا پوری، اپنی کتاب شرف المصطفیٰ میں حضرت ابو سفیان ثوری کا واقعہ روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں کعبۃ اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک نوجوان کو دیکھا کہ کعبۃ اللہ کے صحن میں طواف کرتے ہوئے ہر قدم پر حضور ﷺ پر درود و سلام بھیج رہا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں: اے نوجوان! یہاں لوگ لبیک لبیک کہہ رہے ہیں اور تو حضور ﷺ پر درود و سلام بھیج رہا ہے۔ حالانکہ یہ اس کا مقام نہیں ہے؟

اس نوجوان نے کہا کہ مجھے اس کی خبر نہیں۔ بس میں تو اتنا جانتا ہوں کہ ایک روز میں کعبۃ اللہ میں اپنی والدہ کے ہمراہ آیا۔ صحن کعبہ میں قدم رکھا تو میری والدہ طواف کعبہ کی تاب نہ لاسکیں اور زمین پر گر گئیں۔ میں نے پریشان ہوکر ہاتھ اٹھا کر عرض کیا مولا! جو تیری بارگاہِ میں آ جائے اس کا یہ حال ہوتا ہے؟ یہ کہنے کی دیر تھی کہ ایک چاند سے مکھڑے والی ہستی نمودار ہوئی۔ انہوں نے دست اقدس سے میری والدہ کے چہرے کی طرف اشارہ کیا، ان کا چہرہ چمک اٹھا اور وہ زندہ ہوگئیں۔ وہ ہستی جانے لگیں تو میں نے ان کی کملی کو تھام لیا اور عرض کیا: اے چاند کے مکھڑے والے! یہ تو بتاتے چلیں کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں وہی محمد ﷺ جن پر تیری والدہ ہر وقت درود بھیجتی ہے۔

عرض کی: یا رسول اللہ! کچھ نصیحت بھی کرتے جائیں۔ فرمایا: تیرے لئے نصیحت یہ ہے کہ اگر اتصالِ حقیقت محمدی ﷺ اور استظہار صورت محمدی ﷺ چاہیے تو ہر لمحہ اور ہر سانس کے ساتھ مجھ پر درود و سلام بھیجتے رہو تو کامل رہو گے۔

حضرت عبد اللہ الدولاسی روایت کرتے ہیں کہ یہ ۳۷۳ ہجری کی بات ہے کہ ایک عارف باللہ مجھے کعبۃ اللہ میں ملے۔ مجھے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں بڑی نمازیں پڑھی ہیں۔ مگر وہ ظنی القبول ہیں، مجھے پتہ نہیں کہ وہ قبول بھی ہیں یا نہیں۔ لیکن ایک نماز میں نے ایسی پڑھی ہے کہ جو قطعی القبول ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ نماز ضرور قبول ہے۔ میں نے عرض کیا: وہ کون سی نماز ہے؟ فرمایا: ایک دفعہ میں نماز فجر پڑھنے کے لئے تکبیر تحریمہ کہہ کر صحنِ کعبہ میں ہونے والی جماعت میں شریک ہوا۔ میں نے دیکھا کہ وہ امام جن کے پیچھے میں نے نماز کی نیت کی تھی، اب وہ امام نہیں ہیں، جب ان نئے امام پر نگاہ ڈالی تو چہرۂ مصطفیٰ ﷺ نظر آ رہا تھا۔ گویا اس امام کی امامت بھی فنائے امامت مصطفیٰ ہو گئی تھی۔ میں نے دیکھنا چاہا کہ مقتدی کون ہے؟ خدا کی عزت کی قسم، جب مقتدیوں کو دیکھا تو اُدھر صحابہؓ کو دیکھ کر حیران ہوگیا۔ میں اِدھر چہرۂ مصطفیٰ ﷺ کو دیکھتا اور اُدھر چہرۂ عشرہ مبشرہ اور دیگر صحابہ کو دیکھتا۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام پہلی رکعت میں **سورہ المدثر** اور دوسری رکعت میں **عم یتسألون** کی تلاوت فرماتے ہیں۔ نماز سے فارغ ہوئے تو منظر بدل گیا۔

جن کی نماز نمازِ مصطفیٰ ﷺ میں فنا ہو۔۔۔ جن کی صفات صفات مصطفیٰ ﷺ میں فناء ہوں۔۔۔ جن کا عرفان عرفان مصطفیٰ ﷺ میں۔۔۔ جن کا استظہار، ترجیحات، پسند، اوڑھنا بچھونا حضور ﷺ میں فنا ہو پھر وہ عام امام نہیں رہتے بلکہ وہ امامِ وقت اور امامِ امت ہوتے ہیں۔

تحریک منہاج القرآن اسی استظہار صورت مصطفیٰ ﷺ اور عشق و نسبت مصطفیٰ ﷺ کی تحریک ہے۔ عشق و محبت مصطفیٰ، کمال اتباع مصطفیٰ و مواظبت علی اتباع مصطفیٰ ﷺ کی یہ تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی قیادت میں آگے بڑھ رہی ہے اور یہ قافلہ بڑھتا رہے گا، یہ عشاق سفر کرتے رہیں گے اور امت میں نسبت مصطفیٰ ﷺ کے حصول کی ظاہری و باطنی بنیادوں کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے اپنا کلیدی کردار ادا کرتے رہیں گے۔

نورِ محمدی ﷺ روحِ کائنات ہے

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کے مظاہر و نشانیاں ہر ہر عالم میں رکھی ہیں۔ آفاق میں بھی اللہ رب العزت کی قدرت کے مظاہر ہیں اور انسان کی ذات کے اندر بھی اللہ رب العزت کی قدرت کے مظاہر موجود ہیں۔ ان دونوں عالموں کے حوالے سے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ.

''ہم عنقریب انہیں اپنی نشانیاں اطرافِ عالم میں اور خود اُن کی ذاتوں میں دِکھا دیں گے''۔ (فصلت:۵۳)

عالم اصغر **ایتنا فی انفسھم** کے عنوان کے تحت ہے اور عالم اکبر **آیتنا فی الآفاق** کے عنوان کے تحت ہے۔ عالم اصغر سے مراد انسان کی ذات اور اس کے مختلف اعضاء، سر، دماغ، آنکھیں، ناک، کان، بطن، پھیپھڑے، گردے اور دل وغیرہ ہیں۔

جبکہ عالم اکبر میں وہ ساری کائنات ہے جو اللہ رب العزت نے تخلیق فرمائی ہے جس میں سورج، چاند، سیارے، ستارے، کہکشائیں، الغرض قدرت کے تمام مناظر عالم اکبر کا حصہ ہیں۔

اللہ رب العزت نے ان دونوں عوالم (عالم اصغر و عالم اکبر) میں بہت ساری قدریں مشترک رکھی ہیں۔ مثلاً انسان کے اندرونی اعضاء ایک دوسرے سے متعلق ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ Coordinate کر کے چلتے ہیں اگر کسی ایک شے کی Coordination ختم ہوجائے تو انسان کے اندر کا نظام درہم برہم ہوجاتا ہے۔ اسی طرح عالم اکبر میں موجود اشیاء بھی باہم متعلق ہیں۔ سورج، زمین کے ساتھ Coordinate کرتا ہے، زمین سورج کے ساتھ Coordinate کرتی ہے، سیارے اپنی کہکشاؤں میں Coordination کے ساتھ چلتے ہیں اگر خدانخواستہ یہ Coordination ختم ہوجائے تو کائنات کا نظام بھی درہم برہم ہوجائے۔

جس طرح عالم اصغر یعنی انسان کی حقیقت ''روح'' ہے جو نظر تو نہیں آتی مگر انسان کو زندہ و تابندہ اور حرکت میں رکھتی ہے۔ اسی طرح لازم آتا ہے کہ کل کائنات کی صورت میں موجود عالم اکبر کو زندہ اور حرکت میں رکھنے کے لئے بھی ایک روح موجود ہو۔ جس طرح انسان کے جسم کو زندہ اور حرکت میں رکھنے والی روح ظاہری آنکھ سے پنہاں ہوتی ہے اسی طرح اس کل کائنات کو بھی حرکت میں رکھنے والی ایک روح ہے جو عام ظاہری آنکھ سے پنہاں ہے۔

جسدِ آدمؑ میں پھونکی جانے والی روح

وہ روح کیا ہے جس کی وجہ سے ایک انسان کی زندگی بھی رواں دواں ہے اور کل کائنات کی زندگی کا دارومدار بھی اسی پر ہے۔ آیئے اس حقیقت کو قرآن مجید سے تلاش کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ. (الحجر: ۲۹)

''پھر جب میں اس کی (ظاہری) تشکیل کو کامل طور پر درست حالت میں لا چکوں اور اس پیکر (بشری کے باطن) میں اپنی (نورانی) روح پھونک دوں''۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب خالق اور مخلوق کی جنس ایک نہیں ہوسکتی تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ خالق اپنی روح مخلوق کے جسد میں پھونک دے کیونکہ خالق کی جنس اور ہے مخلوق کی جنس اور ہے۔ لہٰذا جب خالق کی روح کا مخلوق میں پھونک دیا جانا ممکن نہیں تو پھر یہاں پر کس روح کا تذکرہ کیا جارہا ہے؟

اللہ رب العزت نے اس آیت میں فرمایا ''رُوْحِیْ'' ''میری روح''، اس نسبت و اضافت کا مطلب یہ نہیں کہ مالک اور ملکیت دونوں کی جنس ایک ہوجائے۔ مالک اور ملکیت میں نسبت تو رہتی ہے مگر مالک اور ملکیت کی جنس ایک نہیں ہوسکتی۔ جس طرح قَلَمِیْ ''میرا قلم''، سَیَّارَتِیْ ''میری گاڑی''۔ یہاں قلم اور گاڑی کے ساتھ نسبت و اضافت تو موجود ہے مگر اس کا قطعاً مطلب یہ نہیں کہ مالک اور ملکیت کی جنس ایک ہے۔ اسی طرح اللہ رب العزت جب ارشاد فرمارہا ہے کہ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس روح کو نسبت تو مجھ سے ہے مگر یہ روح اصل میں مخلوق کی جنس سے ہے۔

اس روح کی حقیقت کیا ہے؟ وہ روح کیا ہے جسے جسدِ آدم میں پھونکا گیا؟ آیئے اس پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں:

قلت: يا رسول الله! بأبي أنت و أمي! أخبرني عن أوّل شئ خلقه الله تعالى قبل الأشياء، قال: يا جابر! إن الله تعالى قد خلق قبل الأشياء نور نبيک من نوره، فجعل ذلک النور يدور بالقدرة حيث شاء الله تعالى، ولم يكن في ذلک الوقت لوح ولا قلم، ولا جنة ولا نار، ولا ملک، ولا سماء ولا أرض، ولا شمس ولا قمر، ولا جني ولا انسي، فلما أراد الله تعالى أن يخلق الخلق، قسم ذالک النور أربعة أجزاء: فخلق من الجزء الأوّل القلم، و من الثاني اللوح، ومن الثالث العرش، ثم قسم الجزء الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الأوّل حملة العرش، و من الثاني الكرسي، و من الثالث باقي الملائكة، ثم قسم الجزء الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الأوّل السموت، ومن الثاني الأرضين، و من الثالث الجنة والنار .... (قسطلانی، المواهب اللدنيه، ۱: ۷۱، بروایت امام عبدالرزاق)

''میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نورِ الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اس نے نور کے فیض سے) پیدا فرمایا، پھر وہ نور مشیتِ ایزدی کے مطابق جہاں چاہتا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ فرشتہ تھا، نہ آسمان تھا نہ زمین، نہ سورج تھا نہ چاند، نہ جن تھا اور نہ انسان۔ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوقات کو پیدا کرے تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا: پہلے حصے سے قلم بنایا، دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش۔ پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتے بنائے اور دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے باقی فرشتے۔ پھر چوتھے کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے سے آسمان بنائے، دوسرے سے زمین اور تیسرے سے جنت اور دوزخ......''

اللہ رب العزت تاجدار کائنات ﷺ کے نور سے ہر شے کو تخلیق فرمانے کی وجہ خود بیان کرتا ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ

لولاہ ما خلقتک و لا خلقت سماء و لا ارضا.

(قسطلانی، المواہب اللدنیہ، 1:9)

''اگر میں اسے (محمد ﷺ کو) پیدا نہ کرتا تو نہ تمہیں (آدمؑ) پیدا کرتا اور نہ زمین و آسمان کو پیدا کرتا۔''

کیونکہ اس جسد کا کیا کرنا جس کی روح ہی تخلیق میں نہ آئی ہو۔ جب روح تخلیق میں آجائے تو پھر اس کو پھونکے جانے کے لئے جسد بھی بنایا جاتا ہے۔ پس آدمؑ کو بھی بنادیا گیا اور نور مصطفیٰ ﷺ کو روح بناکر کائنات میں بھیجنے کے لئے کائنات بھی بنادی۔

پس اس روح سے مراد نور محمدی ﷺ ہے کہ جس سے آدم کا جسد یعنی عالم اصغر زندہ ہوگیا۔ اسی طرح عالم اکبر یعنی کل کائنات بھی ایک روح کی تلاش میں تھی تو اللہ رب العزت نے آقا ﷺ کے نور کو اس کائنات کی بھی روح بناکر اس کائنات کو زندگی عطا کی۔ جس طرح آدم کے اندر نور محمدی ﷺ روح بن کر اس کو زندہ رکھے ہوئے ہے، اسی طرح اس کل کائنات کی روح اور جان روح محمد ﷺ ہیں۔ جن کے وسیلہ سے کائنات حرکت میں ہے۔

معجزۂ معراج سے روحِ کائنات کی تعین

آیئے! اس بات کی دلیل حضور نبی اکرم ﷺ کے معجزہ معراج سے حاصل کرتے ہیں کہ معراج کی رات رب کائنات نے حضور نبی اکرم ﷺ کو اس دنیا اور اس کائنات کی حدوں سے نکال کر اپنے پاس لامکاں پر بلایا۔ مصطفیٰ ﷺ اس کائنات کی روح تھے، جونہی روح اس کائنات کی حدوں سے باہر نکلی، ہر شے ساکت ہوگئی، جو جس حال میں تھا، اسی حالت پر قائم رہا۔ کنڈی ہلتی رہی۔۔۔ بستر گرم رہا۔۔۔ پانی بہتا رہا۔۔۔ سوچنے والوں نے سوچا کہ یہ کیا ماجرا ہوا؟ حقیقت یہ تھی کہ جسد کائنات کی روح جب رخصت ہوگئی تو کائنات کیسے حرکت میں رہتی۔۔۔؟ وقت کی گھڑیاں کیسے بڑھتی رہتیں۔۔۔؟ ساعتیں کیسے آگے چلتی رہتیں۔۔۔؟ اور پھر جب اللہ رب العزت نے اس کائنات کی روح تاجدار کائنات ﷺ کو دوبارہ کائنات میں لوٹایا تو کائنات کا پہیہ پھر چلنے لگا۔۔۔ اوقات پھر رواں دواں ہوگئے۔۔ ساعتیں، گھڑیاں پھر آگے بڑھنے لگیں۔۔۔

انعقادِ قیامت و روزِ محشر سے روحِ کائنات کی تعین

حضور نبی اکرم ﷺ تمام کائنات کی روح ہیں، اس کی دوسری دلیل یہ ہے کہ قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ آقا ﷺ کے روضہ پاک کو اٹھالے گا۔ کیوں؟ اس کا جواب اور راز بھی اسی بات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو جب فنا کرتا ہے تو اس کی روح نکال لی جاتی ہے اسی طرح جب اس کائنات کو قیامت کے دن فنا کرنا ہے تو اس کے سینے میں چونکہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا روضہ انور روح بن کر بستا ہے، لہذا جب خدا اس کائنات کے جسد کو فنا کرنا چاہے گا تو اس سے پہلے وہ اس کائنات کی روح کو اس کائنات سے نکال لے گا۔

احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ اسی طرح روز محشر کے لئے تاجدار کائنات ﷺ کو سب سے پہلے ان کی قبر انور سے اٹھایا جائے گا۔ اس کی ایک شرح تو یہ ہے کہ تاجدار کائنات ﷺ میدان محشر میں سب سے پہلے پہنچیں گے تو گناہ گار امتیوں کو کچھ حوصلہ ہوجائے گا۔

دوسری شرح یہ ہے کہ خدا قیامت برپا کرنے کے لئے اس کائنات سے اس کائنات کی روح تاجدار کائنات ﷺ کو نکالے گا اور پھر محشر برپا کرنے سے پہلے تاجدار کائنات ﷺ کو سب سے پہلے وہاں اس لئے لایا جائے گا کہ جسد اس وقت تک زندہ نہیں ہوسکتا جب تک اس کی روح موجود نہ ہو۔ تاجدار کائنات ﷺ جس طرح اس کائنات کی روح ہیں، اسی طرح اُس عالم کی بھی روح ہیں، پس مصطفیٰ ﷺ کا وجود وہاں موجود ہوگا تو روز محشر

تمام عالم بھی زندہ ہوجائے گا۔

وہ روح جو خدا نے جسد آدم میں پھونکی تھی اور جس کو ''روحی'' ''میری روح'' فرمایا، یہ عقدہ اس شعر سے حل ہوجاتا ہے کہ

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

وہ نور مصطفیٰ ﷺ جو کل کائنات میں زندگی کا راز ہے اور اس کو حرکت میں رکھے ہوئے ہے، نہ وہ خدا ہے اور نہ خدا سے جدا ہے مگر حقیقت میں یہی نور مصطفیٰ ﷺ روح و جان کائنات اور ہر شے میں بسنے والی روح ہے۔

پس جس فضا میں ہم سانس لیتے ہیں وہ بھی نور محمد مصطفیٰ ﷺ کی عطا ہے۔۔۔ جو دن رات رزق کھاتے ہیں یہ بھی نور مصطفیٰ ﷺ کی عطا ہے۔۔۔ یہ زمین جس پر اٹھتے بیٹھتے ہیں یہ بھی نور مصطفیٰ ﷺ کی عطا ہے۔۔۔ جس سورج و چاند سے روشنی لیتے ہیں یہ بھی نور مصطفیٰ ﷺ کی عطا ہے۔۔۔ سب کچھ میرے مصطفیٰ ﷺ کے نور سے ہے۔۔۔ جو کچھ موجود ہے یہ خیرات مصطفیٰ ﷺ ہے۔ جو لوگ خیرات مصطفیٰ ﷺ، تاجدار کائنات ﷺ اور ناموس رسالت ﷺ کے دشمن و منکر ہیں ان کے بارے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
ہے منکر عجب کھانے غرانے والے

وہ لوگ جو میلاد مصطفیٰ ﷺ کے منکر ہیں وہی اس دنیا میں امن و امان کے بھی دشمن ہیں۔ یہ تاجدار کائنات ﷺ کی محبت و عشق کے منکر ہیں۔ تاجدار کائنات ﷺ کی خیرات بھی کھاتے ہیں اور الٹا غراتے بھی ہیں۔ یہ کیسی ناشکری اور کیسا انکار ہے کہ تاجدار کائنات ﷺ کی خیرات اس کائنات کی فضا میں سانس بھی لیتے ہیں اور اپنی زندگی کو تاجدار کائنات ﷺ کے مقام و مرتبہ اور تصرف و اختیارات کی تنقیص کے لئے استعمال کرتے ہوئے گستاخی و بے ادبی کے مرتکب بھی ہوتے ہیں۔

اہل محبت ہی اہل ایمان ہیں

یاد رکھیں! کہ ماہ میلاد النبی ﷺ کی خوشیاں منانا اور اس ماہ کا بھرپور اہتمام کرنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ ماہ ربیع الاول اصل میں اہل محبت اور اہل عشق کا مہینہ ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں واضح فرمادیا ہے کہ اہل ایمان، اہل محبت و عشق ہوا کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ. (البقرہ:۱۶۵)

''اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ (ہر ایک سے بڑھ کر) اللہ سے بہت ہی زیادہ محبت کرتے ہیں''۔

ایمان کا پیمانہ قرآن نے ہمیں عطا کردیا کہ اہل ایمان ہی محبت و عشق کرتے ہیں اور جس کا دل محبت و عشق سے محروم ہے اور عشق کی نمی نصیب نہیں، اللہ نے اسے اہل ایمان بنایا ہی نہیں ہے۔ بالفاظ دیگر اہل ایمان ہی اہل محبت ہیں اور اہل محبت ہی اہل ایمان ہوا کرتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے شریعت اسلامیہ کے تحت ہمیں احکامات اور اوامر و نواہی کا ایک نصابِ شریعت عطا کیا ہے جس کی پاسداری کا حکم دیتے ہوئے ادائیگی کے طریقہ کار بھی سکھائے گئے ہیں۔ لیکن ایک نصابِ محبت بھی ہے، جس کا تعلق دلوں کی وادی سے ہے۔ اس نصابِ محبت کو احکامات اور حدود و قیود سے آزاد رکھا ہے یعنی اس کو محدود اور پابند نہیں کیا گیا کہ محبت و عشق کا اظہار کس طریق سے کرنا ہے اور کس طریق سے نہیں کرنا۔ جس طرح اللہ رب العزت نصابِ شریعت دے کر آزماتا ہے، اسی طرح نصابِ محبت دے کر بھی آزماتا ہے اس لئے کہ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ عشق و محبت کا دعویٰ کرنے والا اس وادی عشق میں کہاں تک سفر کرتا ہے اور محبوب کی کس کس ادا کو اپناتے ہوئے اسے منانے کی کوششیں کرتا اور اسکا قرب چاہتا ہے۔ اللہ رب العزت نصابِ محبت دے کر آزماتا ہے مگر

طریقہ کار نہیں بتلاتا کہ نصابِ محبت کی پیروی اور اس پر عملدرآمد کو کسی طریقہ کار سے محدود کردیا ہو یعنی کوئی شخص محبت کا کوئی بھی انداز لے کر آئے، سب جائز ہے۔

نصابِ شریعت و نصابِ محبت میں فرق

نصابِ شریعت اور نصابِ محبت کے فرق کو درج ذیل مثالوں سے بآسانی سمجھا جاسکتا ہے:

☆ حج بیت اللہ چاہے حج اکبر ہو یا حج اصغر، نصابِ شریعت کا باب ہے جبکہ روضہ رسول ﷺ کی زیارت، ہر سانس کا مدینہ مدینہ کرنا اور دل کا تاجدار کائنات ﷺ کی خاطر تڑپنا نصابِ محبت کا باب ہے۔

☆ خلفائے راشدین کی اتباع، اطاعت اور احترام نصابِ شریعت کا باب ہے جبکہ اہل بیت اطہار کی محبت میں جینا مرنا نصابِ محبت کا باب ہے۔ کوئی سوال کرے کہ اطاعت امیر تو شریعت ہے لیکن اہل بیت کی محبت کو کیا کہیں گے؟ یاد رکھیں! اہل بیت کی محبت نصابِ محبت کا باب ہے، خدا نے تو اس کو محدود ہی نہیں کیا۔ احترام، اور اتباع و اطاعت کی حد تو ہوسکتی ہے مگر محبت کی حد نہیں ہوسکتی۔ اس لئے خدا نے اہل بیت اطہار کی محبت، نصابِ محبت میں رکھ دی ہے تاکہ کوئی اس کو محدود نہ کرتا پھرے۔

☆ اسی طرح اللہ رب العزت نے ماہ صیام کی حدود و قیود کو بیان فرمایا۔ گویا ہم جو روزہ رکھتے ہیں، یہ نصابِ شریعت کا باب ہے جبکہ ماہ ربیع الاول نصابِ محبت کا باب ہے۔ ماہ صیام عابدوں کی عید ہے جبکہ ماہ ربیع الاول عاشقوں کی عید ہے۔ عابدوں کی عید کا طریقہ بتادیا گیا مگر عاشقوں کو محدود و محصور نہیں کیا گیا بلکہ فرمادیا کہ

قُلْ بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا.

”فرما دیجیے: (یہ سب کچھ) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے باعث ہے (جو بعثتِ محمدی ﷺ کے ذریعے تم پر ہوا ہے) پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اس پر خوشیاں منائیں“۔ (یونس:۵۸)

یعنی میرے محبوب کی آمد کی خوشی اُن کے آداب اور مقام کو ملحوظ رکھتے ہوئے جیسے چاہو مناؤ، میرے محبوب سے عشق کے اظہار میں کوئی قید نہیں ہے، اسی میں جیو، اسی میں مرو اور اسی محبت میں تڑپتے رہو۔

تیری طلعت ماہ ربیع میں ہے
کیسے وصفِ ماہِ صیام کریں

پس یہ مہینہ یہ عاشقوں کی عید ہے، اگر مصطفیٰ ﷺ کے عاشق ہو تو ماہ ربیع الاول کو عاشقوں کے انداز سے گزارا کرو کہ صبح و شام ”یامصطفیٰ ﷺ یا مصطفیٰ ﷺ“ پکارا کرو اور آنکھیں ان کے عشق میں تر رکھا کرو۔ عاشقوں کی اس عید کا کوئی طریقہ وضع نہیں کیا گیا، جو ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے جس بھی انداز سے محبوب کو منالے، وہی انداز مقبول ہے۔ چاہے نعتیں سن کر عید مناؤ۔۔۔ چاہے گھروں کو قمقموں سے سجا کر عید مناؤ۔۔۔ چاہے کھانے تقسیم اور دودھ کی سبیلیں لگا کر عید مناؤ۔۔۔ خدا نے قید نہیں لگائی کہ یہ طریقہ کرنا ہے اور یہ طریقہ نہیں کرنا، ہر طریقہ مقبول و محبوب بارگاہ الٰہ ہے۔

تمام مخلوق محبت مصطفیٰ ﷺ سے آشنا ہے

محبت مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر مخلوق کے دل میں رکھا ہے حتی کہ چرند، پرند، نباتات و جمادات بھی معرفت و محبت مصطفیٰ ﷺ سے آشنا ہیں۔ ایک انسان اشرف المخلوقات ہوکر بھی اگر تاجدار کائنات ﷺ کی محبت سے خالی ہے تو دوسری طرف وہ دراز گوش (گدھا) اس انسان سے افضل ہے جس کے دل میں تاجدار کائنات ﷺ کی محبت بستی ہے۔

غزوہ خیبر کی فتح کے بعد آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک دراز گوش آیا اور آپ سے مخاطب ہوا۔ عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ! میرے آباؤ اجداد میں

60 دراز گوش ایسے ہوئے ہیں جن پر انبیاء کرام نے سواری کی ہے اور میں اپنی نسل کا آخری دراز گوش ہوں۔ حضور! آپ ﷺ بھی انبیاء کرام میں آخری نبی ہیں، مجھے آپ ﷺ کی سواری کے لئے پیدا کیا گیا تھا۔ میں ایک یہودی کی قید میں تھا، میں جان بوجھ کر ہمیشہ اسے گرا دیا کرتا تھا کیونکہ میں چاہتا تھا کہ مجھ پر صرف تاجدار کائنات ﷺ ہی سواری کریں۔ آقا علیہ السلام نے اسے قبول فرمالیا اور اس پر سواری فرمایا کرتے۔

اس نسبت مصطفیٰ ﷺ کے میسر آنے کے سبب وہ دراز گوش بھی عقل وشعور کا حامل ہوگیا۔ تاجدار کائنات ﷺ جب اپنے کسی صحابی کو بلوانا چاہتے تو اس دراز گوش کو فرماتے کہ جاؤ اور فلاں صحابی کو بلاکر لاؤ۔ وہ دراز گوش جاتا، اپنے منہ سے دروازہ کھٹکھٹاتا، وہ صحابی باہر آتے تو ان کو منہ سے اشارہ کرتا کہ تاجدار کائنات ﷺ بلاتے ہیں اور وہ صحابی تاجدار کائنات ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوجایا کرتا تھا۔

اس دراز گوش کا دل تاجدار کائنات ﷺ کی محبت میں اس قدر رچ بس چکا تھا کہ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی آپ ﷺ کی جدائی برداشت نہ کرسکتا۔ جب تاجدار کائنات ﷺ نے ظاہری طور پر دنیا سے پردہ فرمایا تو صحابہ کرام کی بے تابی و بے قراری کے متعدد واقعات اپنی جگہ مگر اس دراز گوش کا عالم یہ تھا کہ وہ بھی تاجدار کائنات ﷺ کی جدائی برداشت نہ کرسکتا تھا، دیوانہ وار مدینہ منورہ کی گلیوں میں گھومتا پھرتا، بالآخر اس سے وہ جدائی برداشت نہ ہوئی اور ایک کنواں میں کود کر جان دے دی۔

اس موقع پر ایک ایسے واقعہ کا ذکر کرتا ہوں کہ جس نے مجھے ایمانی تقویت عطا کی۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے آسٹریلیا میں رہتے ہوئے میری ملاقات اتفاقاً ایک ایسے خاندان سے ہوئی جس نے ایک ایسا گھوڑا پالا ہوا ہے، جس کا کامل شجرہ ماں اور باپ دونوں طرف سے انہوں نے مرتب کررکھا ہے۔ وہ صحیح نسلاً طور پر اس گھوڑے کی اولاد ہے جس گھوڑے پر تاجدار کائنات ﷺ نے 1400 سال قبل سواری فرمائی تھی۔ یہ دیکھ کر ایک بات میرے دل میں اسی لمحے پیدا ہوئی کہ وہ کفار اور مشرکین جو تاجدار کائنات ﷺ کو معاذ اللہ بے اولاد ہونے کا طعنہ دیتے اور پھر وہ یزید بدبخت جو تاجدار کائنات ﷺ کی نسل پاک کو مٹانے نکلا تھا، وہ لوگ اور ان کے پیروکار مصطفیٰ ﷺ کی نسل اور ذکر کو کیا ختم کریں گے، اللہ رب العزت نے تو 14 سو سال سے اس گھوڑے کی نسل ختم نہیں ہونے دی جس پر مصطفیٰ ﷺ سواری کیا کرتے تھے۔ کوئی کافر ومشرک، بدبخت چاہے کچھ بھی منصوبہ بناتا پھرے مگر اللہ رب العزت کے منصوبے سب سے اعلیٰ ہیں۔ لہذا اللہ رب العزت کی منشاء بھی دیکھا کرو کہ وہ اپنے مصطفیٰ ﷺ کے لئے کیا چاہتا ہے۔

ربیع الاول اہل محبت کا مہینہ ہے۔ عشاق اس ماہ ربیع الاول کی آمد کے ساتھ ہی دیوانہ وار تاجدار کائنات ﷺ کے گن گاتے پھرتے ہیں۔۔۔ محافل کا انعقاد کرتے ہیں۔۔۔ تاجدار کائنات ﷺ کی آمد کے ڈنکے بجاتے پھرتے ہیں۔۔۔ خدا ہر سال ایک مہینہ عاشقوں کو دیتا ہے، اس لئے اہل عشق اس ماہ کے دن رات اور ایک ایک لمحہ تاجدار کائنات کی محبت، ان کے تذکار، حسین مکھڑے اور کنڈل والی زلفوں کی باتوں میں گزارا کرتے ہیں۔ پس اس ماہ مصطفیٰ ﷺ کے انعامات کی باتیں کیا کرو۔۔۔ مصطفیٰ ﷺ کے اکرام کی باتیں کیا کرو۔۔۔ خدا کی مصطفیٰ ﷺ سے محبتوں کی باتیں کیا کرو۔۔۔ اور مصطفیٰ ﷺ کی خدا سے محبت کی باتیں کیا کرو۔

اس مہینے کو اس طرح منایا اور سجایا کرو جو اس مہینے کا حق ہے۔ یہی میلاد مصطفیٰ ﷺ کا پیغام ہے۔ یہی شیخ الاسلام اور منہاج القرآن انٹرنیشنل کا پیغام ہے کہ تاجدار کائنات ﷺ جو وجۂ تخلیق کائنات ہیں، جن کا نور روحِ کائنات ہے پس اس کائنات میں انہی کی خاطر جینے اور مرنے کا ڈھنگ سیکھ لو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اہل

ایمان، اہل محبت و عشق بن سکیں، ہمارا نام تاجدار کائنات ﷺ کے عاشقوں میں لکھا جاسکے۔ ہمارے پاس کچھ ایسا عمل نہیں جو رب کائنات کے بارگاہ میں پیش کرنے کے قابل ہو۔ ہم نہ عابد ہیں، نہ زاہد ہیں، کسی ایسی شے کا ساتھ نہیں ہے جس کو اپنا وسیلہ کہہ سکیں۔ بس ایک شے ہے اور وہ نسبت تاجدار کائنات ﷺ ہے۔ یہی نسبت ہمارا وسیلہ، ہمارا طرز، ہمارا چلن اور ہمارا طریقہ ہے۔ اسی نسبت میں ہم جیتے اور مرتے ہیں۔ میلاد النبی ﷺ کا انعقاد اسی نسبت کو مضبوط و مستحکم کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

گوشہ درود

رپورٹ: وحید شریف (منتظم گوشہ درود)

امت مسلمہ کا حضور نبی کریم ﷺ سے کمزور ہوتے ہوئے رشتۂ غلامی اور تعلق حبی و عشقی کو پھر سے مضبوط و مستحکم کرنے اور نسبتِ محمدی ﷺ کو مزید پختہ کرنے کے لئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے مرکز منہاج القرآن پر دسمبر 2005ء میں گوشہ درود قائم کیا جہاں فرض نماز کے اوقات کے علاوہ 24 گھنٹے درود وسلام اور قرآن مجید کی تلاوت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ مرکزی گوشہ درود اور اس کے تحت چلنے والے حلقات درود وفکر کے ذریعے ماہ اکتوبر 2015ء میں 1 ارب 18 کروڑ 75 لاکھ 59 ہزار 914 مرتبہ درود پاک پڑھا گیا اور ماہانہ مجلس ختم الصلوۃ علی النبی ﷺ (منعقدہ 7 نومبر 2015ء بروز ہفتہ مرکزی سیکرٹریٹ) میں آقا کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ اب تک 1 کھرب 8 ارب 33 کروڑ 55 لاکھ 53 ہزار 733 مرتبہ درود پاک حضور تاجدار کائنات ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا ہے۔

گوشہ درود میں ہر دس دن کے بعد افراد گوشہ نشینی کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ ان دس دنوں میں یہ احباب نفلی اعتکاف اور نفلی روزہ کی حالت میں ہوتے ہیں۔ ماہ اکتوبر 2015ء میں جو خوش نصیب گوشہ نشین ہوئے ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

سید مشرف علی شاہ (حیدرآباد)، غلام فرید عاجز (ایبٹ آباد)، خضر علی (لاہور)، یاسر محمود (گوجرانوالہ)، محمد یسین (گجرات)، محمد انور (لاہور)، غلام حسین (لاہور)، اللہ دتہ (لاہور)، محمد نعیم طاہر (آزاد کشمیر)، طلعت منیر (اٹک)، نجیب اکرم، نصیر افضل (اسلام آباد)، محمد رفیق (رحیم یار خان)، حافظ نزاکت حسین (کوٹلی)، تنویر احمد (جہلم)، محمد حفیظ (گجرات)، صاحبزادہ حافظ محمد تحسین (گجرات)، محمد شبیر (کوٹلی)، محمد رمضان قادری (خوشاب)، حافظ محمد عثمان (خوشاب)، علی حیدر شاہ (گجرات)، محمد مظفر حسین دیوانہ (لاہور)، شمس قادری (سیالکوٹ)، محمد اعجاز (جہلم)، دانش کلیم (جہلم)، احمد حسین (جہلم)، رانا محمد عمر چیف (نارووال)، محمد عمر خان (پونچھ)، تنویر احمد (جہلم)، حدید احمد (فیصل آباد)، غلام فرید (خانیوال)، محمد نواز (اٹک)، حافظ جاوید اقبال (اٹک)، حسن طارق (سیالکوٹ)، محمد طاہر (لاہور)، عبدالنافع (پشاور)، محمد عصمت اللہ قادری (جہلم)، محمد عاصم شوکت (شیخوپورہ)، محمد جمیل (کراچی)، محمد سعید (ٹوبہ)، فرزند علی گل (رحیم یار خان)، علی حسین (سدھنوتی)، سید عرفان شاہ (سدھنوتی)، محمد حسین (بہاولنگر)، صمد ذوالفقار (جہلم)

نوٹ: گوشہ درود میں گوشہ نشینی کے لئے آنے کے خواہشمند احباب درج ذیل نمبرز پر رابطہ کرسکتے ہیں:

سید مشرف علی شاہ سربراہ گوشہ درود 0334:2624263 وحید شریف (منتظم گوشہ درود) 03465924247
علامہ محمد لطیف مدنی کوآرڈینٹر 0300:4210023 آفس نمبر 042:35179463

ماہ ربیع الاول اور ہماری ذمہ داریاں

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری☆

پت جھڑ کے موسم میں جب درخت سبز پیرھن کی بجائے زرد پوشاک اوڑھتے ہیں تو خزاں رسیدہ درختوں کی مرجھائی ہوئی شاخیں اُداسی کی تصویر بن جاتی ہیں، مگر جونہی بادِ بہاری کے سرمست اور خوشگوار جھونکے اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ بہار کی واپسی کا اعلان کرتے ہیں تو مرجھائے ہوئے ماحول میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ بلبلوں کے چہکنے، کلیوں کے چٹکنے اور پھولوں کے مہکنے کا سلسلہ پھر سے شروع ہو جاتا ہے۔ خزاں رسیدہ درختوں کی خشک ٹہنیاں پھر سے سبز پتوں کا پیرہن زیبِ تن کر لیتی ہیں، شاخوں پر کھلنے والے گلہائے رنگا رنگ دل ونگاہ کو تازگی اور انبساط سے آشنا کرتے ہیں۔

جب بھی ماہِ ربیع الاول اپنی تمام تر برکتوں، رحمتوں اور بہاروں کے ساتھ اہل ایمان کے درمیان جلوہ گر ہوتا ہے تو اُن کے دلوں میں بے پناہ خوشی اتر آتی ہے، اُن کے لبوں سے انتہائی ذوق وشوق اور سرشاری کے ساتھ توحید ورسالت کے نغمے پھوٹنے لگتے ہیں اور وہ ربِّ کریم کے اِس عظیم احسان کا شکر ادا کرتے ہوئے اُس کی بارگاہ میں سربسجود نظر آتے ہیں۔

رحمتِ دوعالم ﷺ کی آمد سے قبل خزاں رسیدہ گلشن ہستی پژ مردگی اور افسردگی سے دوچار تھی، ہر طرف کفر، شرک اور معصیت کی ہولناک تاریکیاں چھائی ہوئی تھیں مگر دنیا میں رحمتِ دوعالم ﷺ کی جلوہ آفرینی سے قبل ہی بہار کی ہوائیں چلنے لگیں، جہانِ رنگ وبو میں رحمتِ دوعالم ﷺ کے جلوہ افروز ہونے سے ہی ہمیں توحید کا نور نصیب ہوا جو اِس شان سے چمکا کہ ایمان کا اجالا قریہ بہ قریہ اور کو بہ کو پھیلتا چلا گیا۔ خوش نصیب نفوس کو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور رحمتِ دوعالم ﷺ کی غلامی کا شرف حاصل ہوا، ایمان کی حلاوت اور دارین کی سعادت ملی۔ یوں تو ایمان کی دولت سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر سیدنا عیسی علیہ السلام تک تمام انبیاء کے امتیوں کو حاصل ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کو جس شرف اور اعزاز کے ساتھ ایمان کا نور عطا فرمایا وہ سب سے جدا ہے۔ اگر ہم ایمان کی نعمت اور رحمت دوعالم ﷺ کے دامن سے نسبت کے حصول پر ربّ کریم کا شکر ادا نہ کریں اور اِس عظیم نعمت پر خوشی کا اظہار نہ کریں تو ہم سے بڑھ کر بدنصیب کون ہوگا؟

رحمتِ دوعالم ﷺ تشریف لائے تو آپ نے نفرتوں اور عداوتوں کی بھڑکتی آگ کے الاؤ بجھا دیئے۔۔۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسوں کو باہم شیر وشکر کر دیا۔۔۔ انتقام کو محبت میں تبدیل کردیا۔۔۔ خون کی ندیاں بہانے

☆ سربراہ شعبہ عربی شریعہ کالج منہاج یونیورسٹی لاہور sadidi66@yahoo.com

والوں کو آپ ﷺ نے حکمت آفرین کلمات، نبوی اسلوبِ تربیت اور اپنے عمل کے ذریعے امن و آشتی کا سبق یوں ازبر کروایا کہ ایثار کے سانچے میں ڈھلے ہوئے آپ ﷺ کے فیض یافتگان عفو ودرگذر کے علمبردار، امن و آشتی کے سفیر، محبت کے پیکر اور رواداری کے معلم بن گئے۔

معرکہء یرموک ختم ہوا تو حضرت حذیفہ عبدی رضی اللہ عنہ زخمیوں کے درمیان اپنے چچا زاد بھائی حارث بن ھشام رضی اللہ عنہ کی تلاش میں پانی لے کر نکلے۔ آپؓ فرماتے ہیں: میرا خیال تھا کہ اگر اُس میں زندگی کی کچھ رمق ہوئی تو میں اس کا چہرہ دھوؤں گا اور اسے کچھ پانی پلاؤں گا۔ اچانک وہ مجھے انتہائی زخمی حالت میں دکھائی دیا، میں نے آگے بڑھ کر اُسے پوچھا: پانی پلاؤں؟ اُس نے اشارے سے مثبت جواب دیا۔ میں نے اُس کی طرف پانی کا پیالہ بڑھایا تو کسی اور زخمی کی آواز آئی: ''العطش'' دیکھا تو وہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ تھے۔ راوی کہتے ہیں: میرے چچا زاد بھائی نے مجھے اشارہ کیا کہ حضرت عکرمہؓ کو پانی پلاؤں، میں ان کی طرف بڑھا اور انہیں پانی پلانے ہی لگا تو کسی اور پیاسے کی آواز آئی۔ حضرت عکرمہؓ نے اشارے سے فرمایا: مجھے نہیں اُسے پانی پلاؤ۔ میں نے دیکھا تو وہ حضرت عیاش بن ربیعہ رضی اللہ عنہ تھے۔ میں پانی لیکر ان کے پاس پہنچا تو اُن کی روح پیاس لے کر ربّ کی بارگاہ میں حاضر ہوچکی تھی۔ حضرت عکرمہؓ کی طرف آیا تو اُنکی روح بھی پرواز کرچکی تھی۔ اپنے چچا زاد بھائی حارث بن ہشامؓ کی طرف آیا تو وہ بھی پانی کی بجائے شہادت کا جام نوش کرچکے تھے۔ اِس طرح بارگاہ رسالتمآب سے فیضِ تربیت پانے والے اِن تینوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے شدید پیاس کے باوجود زندگی کے آخری لمحات میں ایثار کے راستے پر چلتے ہوئے اپنی جانیں جاں آفرین کو پیش کردیں اور رہتی دنیا کے لئے ہمارے تصور اور وہم وگمان سے بھی بڑھ کر ایثار کا عملی نمونہ پیش کر دیا۔

عصر حاضر میں کچھ جذباتی، عاقبت نااندیش اور نگاہِ بصیرت سے محروم لوگوں کے سبب دنیا میں تحمل، برداشت اور رواداری کا درس دینے والے ہمارے سراپا رحمت دین پر ہی شدت پسندی کا الزام دھرا جا رہا ہے۔ ایسے میں عاشقان رسول کریم ﷺ پر لازم ہے کہ وہ اپنی زبان، عمل اور اعلی اخلاق کے ذریعے دنیا کو بتائیں کہ رحمتِ دوعالم ﷺ نے تو تحمل اور برداشت کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

ليس الشديد بالصرعة وانما الشديد الذی يملک نفسه عند الغضب.(متفق عليه)

''قوت والا وہ نہیں جو مدّ مقابل کو پچھاڑ کر رکھ دے، بلکہ قوت والا وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔''

آپ ﷺ نے نبوی اسلوبِ تربیت کے ذریعے امن و آشتی کا سبق یوں ازبر کروایا کہ صحابہ کرامؓ عفو ودرگذر کے علمبردار اور رواداری کے معلم بن گئے۔

جب رحمتِ دوعالم ﷺ دس ہزار کا لشکر جرار لیکر سورۂ نصر کی تلاوت کرتے ہوئے شان محبوبی اور عجزونیاز کا حسین امتزاج لئے مکہ مکرمہ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ کی بیرونی حدود پر ایک حکمت عملی کے تحت پڑاؤ ڈالا۔ تب حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) مخاطب کرکے فرمایا:

''اليومَ يومُ المَلحَمة.''

''آج جنگ کا دن ہے۔''

رحمتِ دوعالم ﷺ نے انہیں روک کر فرمایا:

''اليوم يوم المَرحَمة.''

''آج رواداری کا دن ہے۔''

رحمتِ دوعالم ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ

رضی اللہ عنہ سے اسلام کا پرچم لیکر اُن کے صاحبزادے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما کو دیدیا۔ یوں مکی عہد میں قریش کے ہاتھوں بے پناہ تکالیف اٹھانے کے باوجود رحمتِ دوعالم ﷺ نے نہ صرف اُنہیں معاف فرما دیا بلکہ رہتی دنیا تک تحمل اور برداشت کا درس دے دیا۔

آپ ؐ نے تاریخ عالم میں پہلی بار بغیر جنگ و جدل کے پرامن انقلاب کی بنیادیں استوار کیں۔ فتح مکہ کے موقع پر رحمت دوعالم ﷺ نے صحابہ ء کرام کو حکم فرمایا کہ لشکر کو بکھیر دیا جائے اور ہر خیمے کے سامنے آگ روشن کی جائے، اس عسکری حکمت عملی کی بدولت کفارِ مکہ مسلمانوں کی ہیبت سے ڈر گئے اور یوں جنگ کی نوبت ہی نہ آئی، پھر جب رحمت دوعالم ﷺ کسی خون ریزی کے بغیر فاتحانہ شان کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے قریش سے پوچھا: ''کیا سمجھتے ہو؟ میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟ ''سب نے بیک زبان آپ ﷺ کی شانِ کریمی کا اعتراف کیا تو آپ ﷺ نے اُنہیں فرمایا:'' میں تمہیں وہی کہوں گا جو یوسف (علیہ السلام) نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا، جاؤ تم سب آزاد ہو۔'' چشم فلک نے عربوں کا وحشیانہ انتقام تو دیکھ رکھا تھا لیکن آج رحمۃ للعالمین ﷺ کے عفو و درگزر کی اعلیٰ ترین مثال بھی دیکھ لی۔

آپ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر امن و آشتی اور صبر و تحمل کی لازوال مثالیں قائم کیں۔ ابو سفیان رحمتِ دوعالم ﷺ کے اخلاق کے اسیر ہوکر حلقہ بگوشِ اسلام ہوگئے تو رحمت عالم ﷺ نے اُن کی تکریم کے لئے فرمایا:''جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ گزیں ہوا اُس کے لئے امان ہے۔''

طائف میں رحمتِ دوعالم ﷺ کے قدمینِ شریفین اور سر اقدس کو پتھروں سے جبکہ قلبِ اطہر کو طعن و تشنیع سے زخمی کیا گیا۔ آپ ﷺ مقام ''قرن الثعالب'' پر پہنچے تو جبریل امین پہاڑوں پر مامور ایک فرشتے کو ساتھ لیکر حاضر ہوئے اور یوں عرض گزار ہوئے: ''اللہ تعالی نے اہل طائف کا ردعمل ملاحظہ فرمایا ہے اور آپ ﷺ کے پاس پہاڑوں پر مامور فرشتے کو بھیجا ہے تاکہ آپ ﷺ اُسے جو چاہیں حکم فرمائیں۔'' وہ فرشتہ رحمتِ دوعالم ﷺ کی خدمت میں عرض گزار ہوا: '' مجھے اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ ﷺ مجھے جو چاہیں حکم فرمائیں۔ آپ کا کیا حکم ہے؟ اگر آپ حکم دیں تو اِن ظالموں پر مکہ کے دو بڑے پہاڑ الٹ دوں؟'' رحمتِ دوعالم ﷺ نے زخمی جسم اور آزردہ دلی کے باوجود فرمایا: ''نہیں، میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالی اہل طائف کی آئندہ نسلوں میں سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں گے اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔''

غزوۂ احد میں جب رحمتِ دوعالم ﷺ کے دندانِ مبارک زخمی ہوئے تو آپ ﷺ اپنے خون آلود چہرے کو صاف کرتے ہوئے یوں دعا فرما رہے تھے:

" اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون."

" اے اللہ انہیں ہدایت عطا فرما، یہ جانتے نہیں۔"

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے ہمیں اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی محبت کی وہ حلاوت بخشی ہے جو ہمارے لیے رحمت دو عالم ﷺ کی اتباع کو آسان اور انتہائی خوشگوار بنا دیتی ہے ورنہ محبت کے بغیر اتباع کو زیادہ دیر جاری رکھنا مشکل ہو جاتا۔ اگر بغیر محبت کے اتباع کو جاری رکھ بھی لیا جائے تو مطلوبہ ثمرات حاصل نہیں ہوتے۔ محبت رسول ﷺ اور آپ کی اتباع لازم و ملزوم ہیں، جہاں سچی محبت ہوگی وہیں حقیقی اتباع بھی پائی جائے گی۔ علاوہ ازیں محبت رسول ﷺ کے بغیر صحیح اتباع ناممکن ہے۔

عصر حاضر کے مسلمان دنیا بھر میں مذہبی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی زوال سے دوچار ہیں، اِس تناظر میں رحمت دوعالم ﷺ کے امتی کی حیثیت سے

ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم قرآن اور صاحبِ قرآن سے اپنا تعلق مضبوط کریں نیز آگہی کا یہ نور اپنے بچوں، بہن بھائیوں اور احباب میں اِس جذبے اور قوت کے ساتھ تقسیم کریں کہ دنیا کی کوئی طاقت ہمارے بچوں اور آنے والی نسلوں کے دلوں سے اللہ تبارک و تعالیٰ اور اُس کے حبیب ﷺ کی محبت کے روشن چراغ گل نہ کر سکے۔

ہمیں بکھری ہوئی امت کی شیرازہ بندی کے لئے صحیح بنیادوں پر قرآن فہمی اور مطالعۂ سیرت کا شعور بیدار کرنا چاہیے۔ امت میں وحدت ویگانگت پیدا کرنے اور شدت پسندی کے رجحان کو ختم کرنے کی ضرورت ہمارے تصورات سے بھی کہیں بڑھ کر ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ چار دانگِ عالم میں علم وحکمت کی روشنی پھیلانے والے شہروں بغداد، قرطبہ اور دہلی میں طویل عرصہ تک قائم رہنے والی اسلامی حکومتیں اقتدار کے لئے مسلمانوں کی باہمی سیاسی اور مذہبی کشمکش اور ناچاقی کے باعث ہی زوال پذیر ہوئیں۔ آج کے مسلمان پھر سے مذہبی، سیاسی اور لسانی اختلافات میں الجھ کر اپنے لئے تباہی اور اسلام دشمنوں کے لئے راحت کا سامان کر رہے ہیں۔ آج ٹوٹ پھوٹ کی شکار امتِ مسلمہ کو اپنی شیرازہ بندی کے لیے جذباتی لہجوں کی نہیں سیرت طیبہ کی روشنی میں سنجیدہ اور شعوری کاوشوں کی ضرورت ہے۔ آج سیاسی اور مذہبی منافرت کے سبب خونِ مسلم کی حرمت کلمہ پڑھنے والے عاقبت نااندیش لوگوں کے ہاتھوں سے ہی پامال ہورہی ہے۔ رحمت دوعالم ﷺ نے کلمہ گو مسلمانوں کی جان اور اُنکے مال کی حرمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”من قال لا إله إلا اللّٰه، وكفر بما يُعبَد من دون اللّٰـه حُـرمَ مـالُـه ودمُـه، وحسابُه على اللّٰه عز وجل.“ (رواه الامام مسلم)

”جس نے (دل وزبان سے) لا إلـه إلا اللّٰه کہہ دیا اُس کا مال اور خون حرمت والا ہوگیا۔ اور اس کا حساب (اجر) اللہ کے ذمہء کرم پر ہوگا“۔

ایک دوسری حدیث میں رحمت دوعالم ﷺ نے اپنی امت کو آخر زمانے کے ایسے افسوس ناک فتنوں پر مطلع فرمایا جنہیں آج ہم اپنے ارد گرد دیکھتے ہیں۔ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں: ہمیں رسول کریم ﷺ زمانہء قیامت کے قریب ”هَرج“ کے بارے میں بتایا کرتے تھے۔

قِيلَ: وَمَا الْهَرْجُ ؟ قَالَ: الْكَذِبُ وَالْقَتْلُ. قَالُوا: أَكْثَرَ مِمَّا نَقْتُلُ الْآنَ ؟ قَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ بِقَتْلِكُمْ الْكُفَّارَ، وَلَكِنَّهُ قَتْلُ بَعْضِكُمْ بَعْضًا، حَتَّى يَقْتُلَ الرَّجُلُ جَارَهُ، وَيَقْتُلَ أَخَاهُ، وَيَقْتُلَ عَمَّهُ، وَيَقْتُلَ ابْنَ عَمِّهِ. قَالُوا: سُبْحَانَ اللَّهِ! وَمَعَنَا عُقُولُنَا ؟ قَالَ: لَا ، إِلَّا أَنَّهُ يَنْزِعُ عُقُولَ أَهْلِ ذَاكَ الزَّمَانِ، حَتَّى يَحْسَبَ أَحَدُكُمْ أَنَّهُ عَلَى شَيْءٍ وَلَيْسَ عَلَى شَيْءٍ . (رواه الامام أحمد فى المسند 409/32)

”آپ ﷺ سے پوچھا گیا: ”هَرج“ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جھوٹ اور قتل۔ صحابہء کرامؓ نے پوچھا: کیا قربِ قیامت کے لوگ ہم سے بڑھ کر (سرکش کفار کو) قتل کریں گے؟ آپ نے فرمایا: (قربِ قیامت کے لوگوں کا) قتل کرنا (سرکش کفار کو) تمہارے قتل کرنے جیسا نہ ہوگا بلکہ یہ تمہارا ایک دوسرے کو قتل کرنا ہوگا۔ یہاں تک کہ انسان اپنے (بے گناہ) پڑوسی، اپنے بھائی، اپنے چچا اور

آج امتِ مسلمہ کی شیرازہ بندی کے لئے جذباتی لہجوں کی نہیں بلکہ سیرت طیبہ کی روشنی میں سنجیدہ اور شعوری کاوشوں کی ضرورت ہے

اپنے چچا زاد کو قتل کرے گا۔ صحابہ (حیرت سے) عرض گزار ہوئے: سبحان اللہ! کیا ہم عقل وشعور رکھتے ہوئے ایسا کریں گے؟ آپ نے فرمایا: اُس زمانے کے لوگوں سے (اُن کی جہالت اور دنیاوی ہوس کے باعث اُن کی) عقلیں چھین لی جائیں گی، یہاں تک کہ تم میں سے کوئی یہ گمان کرے گا کہ وہ کسی قدر حق پر ہے مگر وہ حق پر نہ ہوگا۔''

یوم میلاد النبی ﷺ تجدیدِ عہد کا دن ہے یہ عظیم دن ہمیں شدت پسندی کے پنجوں میں تڑپتی ہوئی اسلامی دنیا میں علم، آگہی اور امن کے فروغ کے حوالے سے ہماری ذمہ داریاں یاد دلاتا ہے

رحمتِ دوعالم ﷺ کے اِس فرمان کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ نام نہاد مسلمانوں کے ہاتھوں کہیں مال و دولت کی ہوس میں اور کہیں مذہبی منافرت کے نتیجے میں بے گناہ مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے، بلکہ بعض اوقات ایسے مسلمانوں کو کفر کے الزام میں قتل کردیا جاتا ہے جو کفر کی آلائشوں سے پاک ہوتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالی نے بندۂ مومن کو حرمت وعزت سے نوازا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے:

وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا. (النساء: 93)

''جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اُس کی سزا جہنم ہے، وہ اُس میں عرصہء دراز تک رہے گا، اللہ اُس سے ناراض ہوگا، اُسے اپنی رحمت سے دور کردے گا۔ اور اللہ نے اُس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کیا ہوا ہے۔''

رحمت دوعالم ﷺ نے فرمایا:

کل المسلم علی المسلم حرام، دمه وماله وعرضه.

''مسلمان پر مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی آبرو کی پامالی حرام ہے۔''

اس حدیث کے تناظر میں مسلمانوں پر اہل اسلام کے جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت لازم ہے، ماضی میں مسلمانوں نے اہل اسلام کی حفاظت کی عظیم مثالیں قائم کی ہیں، اِس حوالے سے ایک مشہور روایت ہے کہ جب عباسی خلیفہ ''معتصم باللہ'' کو خبر ملی کہ ایک بے گناہ ہاشمی خاتون کو روم کے شہر عموریہ کے قید خانے میں ڈالا گیا ہے اور وہ قید خانے کی طرف جاتے ہوئے ''وامعتصماہ'' کہتے ہوئے معتصم باللہ کو مدد کے لئے پکار رہی تھی، تو معتصم باللہ نے عموریہ کے امیر کو خط لکھا کہ وہ خاتون کو رہا کردے ورنہ میں خود لشکر لیکر آؤں گا اور تمہیں تمہارے کیے کی سزا دوں گا۔ عموریہ کے امیر نے خاتون کو رہا کرنے سے انکار کیا تو معتصم باللہ خود لشکر لیکر عموریہ پہنچا اور اُس شہر کے طویل محاصرہ کے بعد اُس خاتون کو باعزت طریقے سے رہا کروایا۔

ایک اور مقام پر رحمت دوعالم ﷺ نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں بندۂ مومن کے قتلِ ناحق کو ناپسندیدہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

لزوال الدنیا أهون علی اللّٰه مِن قتْل رجل مسلم. (رواه الترمذی والنسائی).

''اللہ تعالی کی بارگاہ میں دنیا کا برباد ہوجانا بندۂ مومن کے (ناحق) قتل ناحق سے کمتر ہے''۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں:

رأیت رسول اللّٰه ﷺ یطوفُ بالکعبةِ، ویقولُ: ما أطیبکَ وأطیبَ ریحُکَ !ما أعظمَکَ وأعظمَ حرمتُک !والَّذی نفسُ مُحمدٍ بیدهٖ، لحرمةُ

المؤمنِ أعظم عند الله حُرمة منک، مالُه ودمُه، وإن نظنُّ بهٖ إلا خيرًا. (رواه ابن ماجه).

''میں نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ کعبہ شریف کا طواف کرتے ہوئے (اُس سے) فرما رہے تھے :ایک کعبہ! تو کتنا پاکیزہ ہے؟ تیری خوشبو کیسی دلکش ہے؟ تو کتنا عظیم ہے؟ اور تیری عظمت کتنی بلند ہے؟ اُس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں محمد عربی (ﷺ) کی جان ہے، اللہ کی بارگاہ میں بندۂ مومن کی عزت وحرمت یقیناً تیری حرمت سے بڑھ کر ہے۔ اُس کا جان ومال حرمت والا ہے اور بندۂ مومن کے بارے میں ہم اچھا گمان ہی رکھتے ہیں''۔

ہم اسلامی دنیا میں جہاں عاقبت نااندیش مسلمانوں کے ہاتھوں بے گناہ مسلمانوں کا بہتا ہوا خون دیکھتے ہیں وہیں کچھ نادانوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ مذہبی یا سیاسی اختلاف کی وجہ سے اِس خونِ ناحق پر افسردہ ہونے کے بجائے نہ صرف خوش ہوتے ہیں بلکہ بے گناہ مقتولوں کو مجرم اور قتل کے حقدار سمجھتے ہیں، جبکہ سینکڑوں بے گناہ مسلمانوں کے نام نہاد مسلمان قاتلوں اور ظالموں کو ہیرو قرار دیتے ہوئے اُنہیں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ بے گناہوں کے قتل پر خوشی منانے والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ روزِ قیامت جہاں قاتلوں کو قتلِ ناحق کی سزا دی جائے گی وہیں مظلوموں کے قتل پر خوشی منانے والے بھی انصاف کے کٹہرے میں کھڑے ہوں گے اور ان کے برابر سزا کے مستحق ہوں گے۔

اہل ایمان کے ہاتھوں مسلمانوں کے قتلِ ناحق پر خوش ہونے والے کے بارے میں حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

مَن قتَل مؤمنًا فاغتبط بقتله، لم يقبل اللّٰه منه صرفًا ولا عدلاً. (أخرجه أبو داود، رقم: 4270)

''جس نے کسی مسلمان کو (ناحق) قتل کیا اور اُس کے قتل پر خوش ہوا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس قاتل کی کوئی نیکی قبول نہیں فرمائے گا''۔

آج کے معروضی حالات میں ضرورت تو اس بات کی تھی کہ مسلمان اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی محبت سے سرشار ہو کر اُن غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دیتے جو اپنے مذاہب کی نامکمل تعلیمات سے بیزار ہو کر سکون کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں، مگر بدنصیبی سے مکالمہ بین المذاہب تو دور کی بات ہے یہاں تو مکالمہ بین المسالک کی سوچ بھی موجود نہیں ہے۔ بارہ ربیع الاول کا دن یوم تشکر ہے نیز اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب ﷺ کے ساتھ تجدید عہد کا دن بھی ہے۔ انسانی اور اسلامی تاریخ کا یہ عظیم ترین دن ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہمیں شدت پسندی کے پنجوں میں تڑپتی ہوئی اسلامی دنیا میں علم، آگہی اور امن وآشتی کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں۔ ماہ میلاد اور یوم میلاد النبی ﷺ احوال زمانہ سے نابلد اور محدود سوچ کے حامل لوگوں کے سبب اسلام پر لگنے والے شدت پسندی کے الزامات کے ازالے کے لئے ہمیں جھنجوڑتا ہے کہ نہ صرف اسلامی دنیا بلکہ انسانیت کیلئے رحمت دوعالم ﷺ کی امن، رواداری، تحمل، برداشت اور محبت پر مشتمل تعلیمات کو فروغ دیا جائے۔ آج بھی اگر صحابہء کرام، تابعین اور تبع تابعین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نہایت ذمہ داری سے اور حکمت ودانش کے ساتھ ہم مقام مصطفیٰ ﷺ کے پرچم کو سربلند رکھیں گے تو ہم پر مسلط ہمہ جہتی زوال ختم ہوگا اور اسلام اور مسلمانانِ عالم ایک مرتبہ پھر اوجِ ثریا کی بلندیوں پر فائز ہوں گے۔

ریاست مدینہ

اسلامی فلاحی ریاست کا عظیم مظہر

عین الحق بغدادی☆

انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے اسلام کی صورت میں بہترین ضابطۂ حیات اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء حضور نبی اکرم ﷺ کے ذریعے اپنی کامل اور اکمل ترین شکل میں عطا فرمایا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے جس لگن اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرائض نبوت کی بجا آوری فرمائی اور انسانیت کو پستی سے نکال کر جس رفعت تک پہنچایا تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے مثالی طرز حکمرانی نے داخلی و خارجی سطح پر بکھرے یثرب کو دنیا کی بہترین اسلامی فلاحی ریاست ''مدینہ'' میں تبدیل کر دیا۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اس مثالی ریاست مدینہ کی جھلک ہمہ وقت ہمارے سامنے ہو تاکہ پیش آمدہ مشکل مسائل کو اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں حل کر سکیں۔ زیر نظر مضمون میں نبی اکرم ﷺ کے اُن اقدامات پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے جو ایک بہترین اسلامی فلاحی ریاست کے قیام میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔

ریاستی سیکرٹریٹ کا قیام

حضور نبی اکرم ﷺ کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے فوری بعد مسجد نبوی کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ مسجد جہاں ایک طرف مسلمانوں کے لئے جائے عبادت ٹھہری وہاں ریاست کے سیکرٹریٹ کے طور پر بھی اقدامات کا مرکز قرار پائی۔ آپ ﷺ تمام وفود اور سفیروں سے یہیں ملاقات کیا کرتے تھے۔ گورنروں اور عمائدین حکومت کو ہدایات مسجد نبوی ﷺ سے دی جاتیں۔ سیاسی و دیگر معاملات میں صحابہ کرامؓ سے یہیں مشورہ کرتے۔ ہر قسم کی سیاسی اور مذہبی تقاریب کا انعقاد مسجد نبوی ﷺ میں ہوتا۔ اس وقت مسجد مسلمانوں کا معاشرتی مرکز تھی۔ نماز پڑھانے والا امام ہی اہل ایمان کی فوج کا سپہ سالار ہوتا تھا اور جملہ مسلمانوں کو حکم تھا ایک دوسرے کے محافظ و معاون رہیں۔ مال غنیمت مسجد نبوی ﷺ میں آتا تھا اور یہیں پر نبی کریم ﷺ اسے مستحقین میں تقسیم کیا کرتے تھے۔

افسوس! آج ہماری مساجد اور ائمہ مساجد معاشرے کی بہتری کے لیے کوئی قابل ذکر کردار ادا کرنے سے محروم دکھائی دیتے ہیں۔

معاشی مسائل کا حل

ریاستی سیکرٹریٹ کے قیام کے بعد آپ ﷺ نے معاشی مسائل کے حل کو اولیت دی۔ مہاجرین کی آمد کے ساتھ ہی ریاست مدینہ میں ایک طرح کی ہنگامی حالت کا نفاذ تھا۔ انصار مدینہ کی معاشی حالت ایک جیسی نہ تھی بلکہ ان میں سے کچھ متوسط تھے اور کچھ مالدار تھے۔

☆ ایم فل سکالر منہاج یونیورسٹی لاہور ainulhaq70@gmail.com

اس صورت حال میں محسن انسانیت ﷺ نے یہ طریقہ اختیار فرمایا کہ مہاجرین اور انصار مسلمانوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔ انصار صحابہ کرامؓ نے اسلامی فلاحی نظام پر پختہ یقین رکھنے کے سبب مہاجرین کے لیے قربانیاں دیں جس کے دو طرفہ فوائد حاصل ہوئے۔ ایک طرف مہاجرین کو ضروریات زندگی کا سامان میسر آ گیا اور دوسری طرف انصار کے دو طبقوں میں جو معاشی فرق تھا، وہ ختم ہو گیا۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ان دنوں مدینہ منورہ کی معیشت کا سارا انحصار یہودیوں کے سودی کاروبار پر تھا مگر حضور اکرم ﷺ نے مہاجرین سے یہ نہیں فرمایا کہ تم بھی یہودیوں سے سود پر قرض لے کر اپنا کاروبار شروع کر دو، بلکہ آپ ﷺ نے انصار مدینہ سے فرمایا کہ اپنے بھائیوں کی مدد کرو اور پھر قرض حسنہ کا نظام رائج فرمایا۔ جب معاشرے کے افراد عملاً باہمی تعاون کے ذریعے بلا سود قرضوں پر معیشت کو قائم کرنے میں لگ گئے تو آپ ﷺ نے سود کو مکمل طور پر حرام قرار دے کر اس لعنت کو ختم کر دیا۔

آپ ﷺ نے مواخات کا درس دے کر رہتی دنیا تک کے حکمرانوں کے لیے مثال قائم کر دی کہ معاشرے سے غربت و تنگ دستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے۔ مواخات کے طرز عمل نے مسلم معاشرے کو استحکام بخشا اور اسے ہر جارحیت کے خلاف مجتمع ہو کر لڑنے میں مدد دی۔ جن لوگوں میں مواخات قائم کی گئی تھی ان کے متعلق دل چسپ اور حیرت انگیز تفصیلات کتب سیرت میں موجود ہیں کہ کس طرح انصار نے اپنے مال و دولت میں مہاجرین کو شریک ٹھہرایا۔ منافقین نے مہاجرین و انصار کے درمیان منافرت پھیلانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر مواخات نے ان کی تمام چالیں ناکام بنا دیں۔

خطرات سے نمٹنے کے لیے حکمت عملی

مواخاۃ مدینہ کی شکل میں معاشی مسائل کے قابل عمل حل کے بعد آپ ﷺ ریاست مدینہ کے تحفظ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس ضمن میں آپ ﷺ نے اہل مدینہ کو بیرونی خطرات سے بچانے کے لیے ایسے اقدامات فرمائے کہ اہل مدینہ کے باہمی اختلافات کو بھی ہوا نہ ملے اور مدینہ کے باہر کے لوگ بھی مدینہ منورہ پر حملے کی جرأت نہ کر سکیں۔ انہی اغراض و مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے ہجرت کے چند ماہ بعد ہی ''میثاق مدینہ'' کی شکل میں ایک دستاویز مرتب فرمائی۔ اس دستاویز کو متعلقہ اشخاص سے گفت و شنید کے بعد لکھا گیا۔ دستاویز کے ذریعے شہر مدینہ کو پہلی مرتبہ شہری مملکت قرار دیا گیا اور اس کے انتظام کا باقاعدہ دستور مرتب کیا گیا۔

اس معاہدے سے نبی کریم ﷺ نے مدینہ کی شہری ریاست کو ایک مستحکم نظام عطاء کیا اور خارجی خطرات سے نمٹنے کی بنیاد قائم کی۔ اس اقدام سے نبی کریم ﷺ کی بطور منتظم صلاحیتیں بھی عوام کے سامنے آئیں اور یہ آپ ﷺ کی زبردست کامیابی تھی۔ اس دستاویز میں لفظ ''دین'' بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اس لفظ میں بیک وقت مذہب اور حکومت دونوں کا مفہوم پایا جاتا ہے اور یہ ایک ایسا اہم امر ہے کہ اس کو پیش نظر رکھے بغیر دین اسلام کے تمام پہلوؤں کو اچھی طرح نہیں سمجھا جا سکتا۔

بقول محمد حسین ہیکل اس تحریری معاہدہ کی رو سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے آج سے چودہ سو سال قبل ایک ایسا معاشرتی ضابطہ قائم کیا جس سے شرکائے معاہدہ میں سے ہر گروہ اور ہر فرد کو اپنے اپنے عقیدے کی آزادی کا حق حاصل ہوا۔ اس سے انسانی زندگی کی حرمت قائم ہوئی اور اموال کے تحفظ کی ضمانت مل گئی۔ ارتکاب جرم پر گرفت اور مواخذے نے دباؤ ڈالا اور معاہدین کی یہ بستی اپنے رہنے والوں کے لیے امن کا گہوارہ بن گئی۔

غور فرمائیے کہ سیاسی اور مذہبی زندگی کو ارتقاء کا کتنا بلند مرتبہ حاصل ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب سیاست اور مدنیت (دونوں) پر دست استبداد مسلط تھا اور دنیا فساد و ظلم

کا مرکز بنی ہوئی تھی۔

اسلامی ریاست کا تصور

یہ معاہدہ اسلامی ریاست کی بنیاد تھا، یہاں سے حضور اکرم ﷺ کی زندگی نیا رخ اختیار کرتی ہے۔ اب تک آپ ﷺ کے تدبر و فراست کے تمام پہلو ایک ایسے مرکز کے قیام کے لیے تھے جہاں سے دعوت اسلام موثر طریق سے دی جا سکے۔ آپ ﷺ کی سابقہ کوششیں ایک مدبر کی تھیں لیکن اب آپ ﷺ منتظم ریاست کے طور پر سامنے آ رہے ہیں، لہٰذا آپ ﷺ کے تدبر کا مطالعہ اسی زاویے سے کرنا ہوگا۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ آپ ﷺ کے پیش نظر ایک اہم مقصد ''مثالی اسلامی فلاحی معاشرے'' کا قیام تھا اور اس کے لیے قوتِ نافذہ کا ہونا ناگزیر تھا۔ آپ ﷺ اکثر دعا فرمایا کرتے تھے کہ

اے اللہ اقتدار کے ذریعے اسلام کی مدد فرما۔

آپ ﷺ کی یہ دعا قبول ہوئی اور ریاست مدینہ کی شکل میں پہلی اسلامی فلاحی مملکت کا قیام عمل میں آیا۔

قرآن مجید نے اسلامی ریاست کا جو مقصد متعین کیا کہ

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ. (الحج: ۴۱)

''یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخش دیں تو یہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے روکیں گے اور سب کاموں کا اختیار اللہ کے حکم میں ہے''۔

اس آیت مبارکہ کے مطابق آپ ﷺ نے ریاست مدینہ اور اس کے رہنے والوں نے اپنے فرائض کو سرانجام دیا۔ ریاست مدینہ کے قیام سے آپ ﷺ کا مقصود رضائے الٰہی کا حصول اور عوامی بہبود تھا۔ اس حکومت کی بنیاد خاندانی عصبیت اور نسلی شعور کی جگہ دینی وحدت پر قائم تھی۔ اس انوکھی اور اپنی نوعیت کی منفرد ریاست کے منتظم کا انداز بھی عام حکمرانوں سے یکسر مختلف تھا۔ منتظم ریاست کی حیثیت سے آپ ﷺ کے تدبر کی بے شمار مثالیں آپ ﷺ کی حقیقی عظمت کا پتا دیتی ہیں۔

داخلہ پالیسی

معاشی انصاف قائم کرنے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے اسلامی مملکت کی داخلی سیاسی پالیسی کا اعلان فرمایا۔ آپ ﷺ نے مدینہ اور اس کے نواحی علاقوں پر مشتمل خطے کو ایک وحدت قرار دیا۔ اس وحدت میں بسنے والے غیر مسلموں کے ساتھ معاہدہ فرمایا اور ان کو مکمل شہری حیثیت دی گئی۔ شہری ریاست کو اندرونی خلفشار سے بچانے، استحکام بخشنے، امن کو فروغ دینے اور اخلاقی اقدار کو پیدا کرنے کے لیے آپ ﷺ نے مسلسل تدابیر اختیار کیں۔

مواخات اور میثاق مدینہ کے علاوہ بھی قریبی قبائل سے معاہدے کیے۔ اس طرح مدینے کے گرد و نواح میں دوستوں کا اضافہ ہوا اور مخالفتوں میں مسلسل کمی ہوتی چلی گئی۔ آپ ﷺ نے ایک یہ تدبیر بھی اختیار فرمائی کہ عرب میں جو شخص، خاندان یا قبیلہ مسلمان ہو تو وہ ہجرت کر کے مدینہ یا مضافات میں آبسے تاکہ آبادی بڑھنے سے فوجی و سیاسی پوزیشن مضبوط ہو۔ اس طرزِ عمل کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ مسلمان فوج کے لیے محفوظ رضا کاروں میں روز افزوں اضافہ ہوا اور دوسری طرف مدینہ کے قریب ہونے کی وجہ سے نومسلموں کے لیے تعلیم و تربیت کا انتظام بھی ہوتا گیا۔

خارجہ پالیسی

خارجہ پالیسی کے لیے حضور اکرم ﷺ نے امن عامہ اور بین الاقوامی اتحاد کو بنیاد بنایا۔ اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی جغرافیائی حدود میں وسعت اور جنگ و جدل پر مبنی نہیں ہوتی۔ اگر ایسا ہوتا تو حدیبیہ کے

مقام پر صلح کا معاہدہ طے نہ پاتا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس وقت مسلمان کم زور تھے اور غیر مسلموں کی قوت سے خوف زدہ تھے۔ اس لئے کہ صحابہ کرام نے تو جانیں قربان کر دینے کی قسمیں کھائی تھیں مگر ہادی کونین ﷺ نے غیر مسلموں کی تمام شرائط مان کر صلح کر لینا ہی بہتر سمجھا۔

اسلام کی خارجہ پالیسی کا اصول یہ ہے کہ باوقار زندگی کے لیے پُر امن جدو جہد جاری رکھی جائے۔ اگر کوئی شر پسند اس راہ میں حائل ہو تو اس حد تک اس کے خلاف کارروائی کی جائے جس حد تک اس کی ضرورت ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے مختلف اقوام کے ساتھ دوستی کے معاہدے کیے۔ جو قومیں غیر جانبدار رہنا پسند کرتی تھیں ان کی غیر جانبداری کا احترام کیا۔

قانونی مساوات

ریاست مدینہ دنیا کی اولین ریاست تھی جس میں قانون سب کے لیے تھا اور سب انسان قانون کی نظر میں برابر تھے۔ ریاست مدینہ کی تشکیل وتاسیس تک تو کسی ریاست نے اس بات کا دعوی بھی نہیں کیا تھا کہ اس کے ہاں سب برابر ہیں لیکن اس کے بعد آج کی ریاستوں میں کاغذی دعوے تو کیے جاتے ہیں لیکن قانون سب کے لیے یکساں کا رواج عملاً کہیں بھی موجود نہیں ہے۔ عیسائی راہبات کے لیے سکارف کی اجازت ہے جبکہ مسلمان خواتین کے لیے اس قانون میں کوئی گنجائش نہیں۔ گوروں کے لیے مالیاتی و سفارتی قوانین الگ ہیں جبکہ کالوں اور سانولوں کے لیے مطلقاً جدا جدا ہیں۔

دوسری طرف ریاست مدینہ ایسی ریاست تھی جس میں انصاف و عدل کے تقاضوں کے مطابق مسلمان قاضی کا فیصلہ یہودی کے لیے برأت اور مسلمان کے لیے گردن زنی کا تھا۔ ایک دفعہ جب محسن انسانیت ﷺ سے مجرم کے لیے قانون میں رعایت مانگی گئی تو فرمایا میری بیٹی بھی ایسا جرم کرتی تو یہی سزا پاتی۔ آپ ﷺ بذات خود عمر کے آخری ایام میں مسلمانوں کے درمیان براجمان ہوئے اور فرمایا میں نے کسی کے ساتھ زیادتی کی ہو تو بدلہ لے لے۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں آپ ﷺ کے درسِ مساوات نے ہی اس معاشرے کو عدل فاروقی کی منزل سے روشناس کرایا۔

ریاست مدینہ کا نظام تعلیم

اسلامی ریاست میں نظام تعلیم کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے ہجرت سے قبل ہی حضرت مصعب بن عمیرؓ کو معلم بنا کر مدینہ بھیج دیا تھا اور ہجرت کے بعد مسجد نبوی ﷺ کو باقاعدہ درس گاہ کا درجہ حاصل ہو گیا۔ غیر مقامی طلبہ کی تدریس و رہائش کے لیے صفہ چبوترہ بنایا گیا۔ عرب میں چوں کہ لکھنے کا رواج نہیں تھا اس لیے مسجد نبوی میں ہی حضرت عبد اللہ بن سعید بن العاص اور حضرت عبادہ بن صامت کو لکھنا سکھانے پر مامور کیا گیا۔ صحابہ کرامؓ کو مختلف زبانیں سکھائی گئیں اور فنون جنگ کی تعلیم ہر جوان کے لیے ضروری قرار دی گئی۔ خواتین گھریلو صنعتوں کے ساتھ علاج معالجے کا انتظام بھی کرتی تھیں، حتیٰ کہ ایک صحابیہ نے مسجد نبوی ہی میں خیمہ لگا دیا تھا جہاں زخمیوں کی مرہم پٹی کی جاتی تھی۔ دنیاوی علوم سیکھنے کے لیے قیدیوں کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ انھیں اپنی رہائی کے بدلے مسلمانوں کو پڑھانا ہوگا۔

امورِ سلطنت میں مشاورت کا عمل

ریاست مدینہ کی ایک اور شاندار بنیاد مشاورت تھی۔ آج صدیوں کے بعد جمہوریت کے نام پر اکثریت کی بات کو تسلیم کرنے کا رواج پیدا ہوا جبکہ ریاست مدینہ کے حکمران محسن انسانیت ﷺ نے تاریخ انسانی میں سب سے پہلے اپنی رائے کی قربانی دے کر اور اکثریت کی رائے پر فیصلہ کر کے ثابت کیا کہ جمہور کا فیصلہ قابل اقتداء ہوا کرتا ہے جبکہ یہ وہ دور تھا جب دنیائے انسانیت میں سرداری و بادشاہی نظام نے پنجے گاڑھ رکھے تھے اور حکمران سے اختلاف تو بڑی دور کی بات تھی اس کے

سامنے بولنا بھی جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ گویا اس وقت کے بادشاہوں کی تلوار آج کے سیکولر ممالک کی خفیہ ایجنسیوں کی مانند تھی کہ جس نے اختلاف کیا اس کا وجود ہی دنیا سے ختم کردو اور جمہوریت، آزادی رائے، بے باک صحافت کا راگ الاپ کر دنیا کو خوب بے وقوف بناتے رہو۔ ریاست مدینہ کا وجود صحیح آزادی رائے کا مجسم نمونہ تھا جس میں معاشرے کے ہر طبقے خواہ وہ غلام ہوں، خواتین ہوں یا دیگر شہری سب کو اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے مکمل مواقع میسر تھے اور ان پر کوئی قدغن نہیں تھی۔ فجر کی نماز کے بعد محسن انسانیت ﷺ مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جاتے اور مرد و خواتین میں سے جو بھی جو پوچھنا چاہتا اسے ادب و احترام کی حدود کے اندر مکمل آزادی تھی۔

سرکاری افسروں کا انتخاب

حضور اکرم ﷺ کے عہد میں چوں کہ یمن اور حجاز اسلامی حکومت میں شامل ہو چکے تھے۔ اس لیے آپ ﷺ ان علاقوں میں والی مقرر کرتے ہوئے ان کے تقویٰ، علم و دانش، عقل و عمل اور فہم کا خاص طور پر خیال رکھتے تھے۔ امراء کے انتخاب میں حضور اکرم ﷺ کی حکمت عملی کا ایک اہم جزء یہ تھا کہ جو لوگ والی بننے کی درخواست کرتے، ان کی درخواست رد کر دیتے۔ افسروں کے انتخاب کے سلسلے میں آپ ﷺ کی حکمت عملی قرآن پاک کی اس آیت کی تعبیر تھی۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا .

’’بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں انہی لوگوں کے سپرد کرو جو ان کے اہل ہیں‘‘۔ (النساء: ۵۸)

احتساب

اگر چہ رسول اکرم ﷺ کے عہد میں احتساب کا کوئی مستقل محکمہ قائم نہیں تھا مگر حضور اکرم ﷺ یہ فرض خود انجام دیا کرتے تھے۔ تجارتی معاملات کی بھی نگرانی فرماتے۔ عرب میں تجارتی معاملات کی حالت نہایت قابل اصلاح تھی۔ مدینہ منورہ آنے کے بعد آپ ﷺ نے اصلاحات جاری کیں۔ آپ ﷺ تمام لوگوں سے اصلاحات پر عمل کراتے، جو باز نہ آتے انہیں سزائیں دیتے۔ آپ ﷺ کے عہد میں کوئی باقاعدہ جیل خانہ نہیں تھا اس لیے صرف اتنا خیال کیا جاتا تھا کہ مجرم کو کچھ مدت کے لیے لوگوں سے ملنے جلنے اور معاشرتی تعلقات قائم نہ رکھنے دیے جائیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے عہد میں دیکھا کہ لوگ تخمیناً غلہ خریدتے تھے۔ ان کو اس بات پر سزا دی جاتی تھی کہ اپنے گھروں میں منتقل کرنے سے پہلے اس کو خود ہی وہاں بیچ ڈالیں جہاں اس کو خریدا تھا۔

آپ ﷺ عمال پر کڑی نگاہ رکھتے، کسی عامل کی شکایت پہنچتی تو فوراً تحقیقات کراتے کیوں کہ حکمران کی حیثیت ایک داعی کی ہے۔ اگر سلطنت عدل کی جگہ ظلم و تشدد قبول کرلے تو سلطنت کا نظام درہم برہم ہوتا ہے۔

اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی

جب آپ نے مدینہ منورہ کو ریاست بنایا تو آپ نے حکومتی اختیارات کو نچلی سطح تک یوں منتقل کیا کہ ہر دس افراد پر ایک نقیب مقرر کیا، دس نقیبوں پر ان کا سربراہ عریف بنایا اور پھر سو عرفاء پر مشتمل پارلیمنٹ بنائی۔ اس طرح عوام کو براہ راست پارلیمنٹ میں شراکت دے کر ان کی آواز ایوان تک پہنچانے کا ذریعہ بنا دیا۔

پاکستان: اسلامی نظریاتی ریاست

ریاست مدینہ کے بعد پاکستان وہ پہلی ریاست ہے جو اسلامی نظریے کی بنیاد پر معرض وجود میں آئی۔ قیام پاکستان کی تحریک کے دوران جب قائد اعظم سے پاکستان کی قانون سازی کے حوالے سے پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ پاکستان کی قانون سازی آج

سے چودہ سو سال قبل ہو چکی ہے۔ قائد کی اس بات کا مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں کے لیے وجود میں آنے والی یہ نظریاتی ریاست اب ریاست مدینہ کی عملی تصویر ہوگی۔ لیکن افسوس آج اسلامی جمہوریہ پاکستان پر جاگیرداروں، سرمایہ داروں، چور اچکوں اور بدمعاشوں کا قبضہ ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ریاست پاکستان کو بھی ریاست مدینہ کی طرز پر اسلامی فلاحی مملکت بنایا جائے تاکہ قیام پاکستان کا مقصد پورا ہوسکے۔ مگر لمحہ فکریہ یہ ہے کہ اگر اس مملکت خداداد کو اسی طرز پر ڈھالنے کے لئے کوئی سنجیدہ کوشش کی جائے تو مفاد پرست طبقات ایک ہوکر اس منزل کے حصول میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔

قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری ریاست مدینہ اور محسن انسانیت ﷺ کے بنائے قوانین کو پاکستان میں رائج کرنے کے لیے بھر پور جدو جہد کررہے ہیں مگر ساٹھ سال سے قابض ٹولہ جو اقتدار کی خاطر ایک دوسرے کو گالی گلوچ سے مخاطب کرتے تھے اور حصول اقتدار کے لیے ایک دوسرے کا قتل مقاتلہ جائز سمجھتے تھے جب انھیں اپنا اقتدار چلتا دکھائی دیا تو سب کے سب جھوٹے اقتدار کو بچانے کے لیے یک جاں و یک قالب ہو گئے۔

قائد انقلاب پاکستان کو مدینہ منورہ کی ریاست کی طرز پر ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانا چاہتے ہیں جس میں اقتدار چند خاندانوں کے بجائے عوام کے پاس ہو۔۔۔ جہاں عوام کے فیصلے عوام کی مرضی سے ہوں۔۔۔ جہاں غریب کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔۔۔ جہاں عوام بھوک اور بیماری کے ڈر سے خودکشیاں نہ کرے۔۔۔ وہ ایسی ریاست چاہتے ہیں جہاں انصاف مظلوم کی دہلیز پر میسر ہو۔۔۔ عدل و انصاف کا ہر طرف بول بالا ہو۔۔۔ ملک میں یکساں نظام تعلیم ہو۔۔۔ لوگوں کے لیے یکساں روزگار کے موقع ہوں۔۔۔ جہاں امن ہو اور چادر و چار دیواری کی حفاظت ہر ایک کے لئے ہو۔

قائد انقلاب تعلیم، صحت اور علاج معالجے کی سہولیات شہریوں کے لیے آسان کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ احتساب کے ذریعہ ملک سے لوٹی ہوئی دولت واپس لاکر عوام کی فلاح پر خرچ کرنا چاہتے ہیں اور ریاست مدینہ کو مدنظر رکھ کر ہر مذہب کے لوگوں کو پاکستان کے دوسرے شہریوں کے برابر حقوق دینا چاہتے ہیں اور اس ملک اور اس کے رہنے والوں کو حقیقی معنی میں تاجدار کائنات ﷺ کی غلامی میں دینا چاہتے ہیں۔

قائد انقلاب یہ نظریہ اور فکر ریاست مدینہ سے ماخوذ ہے۔ پاکستان کا مفاد پرست مقتدر ٹولہ خوفزدہ ہے کہ اگر اس نظریہ وفکر کی ترویج کی گئی اور اس کا اطلاق ہوگیا تو اس سے نسل در نسل ان کے مفادات کو کاری ضرب لگ جائے گی۔ ماہ ربیع الاول کے ان مبارک ایام میں ہمیں حضور خاتم المرسلین ﷺ کی زندگی کو پیش نظر رکھ کر سوچنا ہوگا کہ ہم نے ریاست مدینہ کے بعد پہلی اسلامی نظریاتی ریاست پاکستان کا تحفظ کس طرح ممکن بنانا ہے؟ یاد رہے کہ فلاح صرف اور صرف آقا ﷺ کے بتائے ہوئے اصول وضوابط کی پیروی سے ہی ممکن ہے۔

آج ہم بنیادی انسانی ضروریات، دولت و وسائل کی منصفانہ تقسیم، تعلیم وصحت، عدل و انصاف، تعمیر وترقی اور دنیا میں عزت و وقار کے ساتھ سر بلند کر کے چلنے سے کیوں محروم ہیں۔۔۔؟ اسکا جواب ہمیں خود تلاش کرنا ہے اور اس تلاش کے لئے ہمیں اپنے اندر احساسِ زیاں پیدا کرنا ہوگا کہ ہم 68 سال گزرنے کے باوجود کیوں بھٹکتے پھر رہے ہیں؟ غلامی میں فکری شعور بھی خوابیدہ ہوجاتا ہے، لہٰذا اس شعور کو بیدار کرنا ہوگا۔ اگر ہم چاہیں تو یہ ملک قائدِ اعظم کی خواہش کے مطابق پیغمبرِ گرامیء قدر ﷺ کی ریاستِ مدینہ کی جھلک دنیا کو دکھا سکتا ہے۔ اس کے لئے ہمیں شعور کی دھار سے غلامی کی زنجیر کو کاٹنا ہوگا اور پاکستان کو حقیقی معنی میں اسلامی فلاحی مملکت بنانے کے لئے قائدِ انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی آواز پر لبیک کہنا ہوگا۔ ❁❁❁❁❁

تحریک منہاج القرآن کی انفرادیت

احیاءِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ بذریعہ فروغِ نعت

سبط جمال پٹیالویؒ

دورِ جدید کی ترقی نے جہاں نت نئی ایجادات سے انسانی زندگی کو آسائشوں کا گہوارہ بنایا ہے، وہیں روحانی قدریں چھین کر ہر چیز کو مادی تناظر میں دیکھنے کا چلن عام کیا ہے۔ اس ضمن میں سب سے اہم چیز یہ ہے کہ دینِ اسلام کی روح عشقِ محمدی ﷺ کو مسلمانوں کے جسم سے نکال کر امتِ مسلمہ کو عضوِ معطل بنانے کی سازشوں کا ایک طوفان برپا کیا گیا۔

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

عالمِ طاغوت نے اس مکروہ سازش کو دو اطراف سے استعمال کیا۔ ایک طرف مسلمانوں میں دین سے بیزاری کو فروغ دیا گیا جبکہ دوسری جانب اپنے نمائندوں کو مذہب کا لبادہ اوڑھا کر توحید کا غلغلہ بلند کرکے مقامِ رسالت پر رقیق حملے کرائے۔ طاغوت کے ان نمائندوں نے تعظیم رسالت مآب ﷺ کو شرک قرار دینے کا مکروہ پروپیگنڈہ کیا۔ جیسے جیسے وقت گزرتا گیا ویسے ویسے سازشوں کا طوفان شدید سے شدید تر ہوتا چلا گیا۔ بیسیویں صدی کا آخری ربع شروع ہوا تو کفر و طاغوت کی یہ سازشیں اپنی انتہاؤں پر نظر آئیں۔ حالات کی تندی نے ہماری اقدار کو بکھیرنا شروع کر دیا۔ حقیقی اسلامی تعلیمات کے برعکس نام نہاد تصورِ جہاد کے سبب اسلامی جمہوریہ پاکستان عالمی سازشوں کا محور و مرکز بن کر رہ گیا۔ پاکستان بھر میں عشاقِ رسول ﷺ سمٹ کر رہ گئے۔ دینی مدارس دین کی حقیقی فکر کی نمو سے محروم ہوگئے اور ہر طرف قحط الرجال دکھائی دینے لگا۔

ان کڑے حالات میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے تحریک منہاج القرآن کے پلیٹ فارم سے احیائے عشقِ رسول ﷺ کے لیے ایسے احسن اقدامات فرمائے کہ محبت و عشق مصطفیٰ ﷺ منہاج القرآن کی پہچان ٹھہرے۔ شیخ الاسلام نے اس تحریک کا لائحہ عمل علامہ محمد اقبالؒ کے اس شعر کو بنایا:

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمدؐ سے اجالا کر دے

عشقِ رسول ﷺ تحریکِ منہاج القرآن میں روحِ رواں کا درجہ رکھتا ہے۔ جس کے وسیلہ و سبب سے عالمگیر مصطفوی انقلاب کی جدوجہد جاری و ساری ہے اور اسی تناظر میں تحریک نے دنیا بھر میں علمی، فکری، روحانی اور اخلاقی انقلاب برپا کررکھا ہے۔

حضرت بلال حبشیؓ کا نامِ مبارک ہی عشقِ رسول ﷺ کا استعارہ ہے۔ شیخ الاسلام عشقِ رسول ﷺ کی اس تحریک کو اذانِ بلالیؓ سے یوں تعبیر کرتے ہیں:

☆ ایم فل سکالر منہاج یونیورسٹی لاہور mustfawi14@gmail.com

’’تحریکِ منہاج القرآن اس مقصد کے لئے بپا کی گئی ہے کہ وہ بھولی بسری یادیں جو ہمارے آباء کا سرمایۂ ایمان تھیں، جو ہمارے اسلاف کے دین و ایمان کی جان اور صحابہ کرام و تابعین کی پہچان تھیں، جن کو ہم بھول چکے ہیں، ان یادوں کو پھر سے تازہ کیا جائے۔ عشق و محبت کی وہ لذتیں اور حلاوتیں پھر سے بحال ہو جائیں۔ امت اپنے مرکز و محور کی طرف پلٹ آئے۔ تحریکِ منہاج القرآن اذانِ بلالی کا نام ہے۔ مجھے حضرت بلالؓ کی وہ اذان یاد آرہی ہے جس نے پورے مدینہ میں کہرام مچا دیا تھا۔ تحریکِ منہاج القرآن چاہتی ہے کہ عشقِ رسول ﷺ سے مملو اسی طرح کی اذانیں پھر سے فضاؤں میں گونجیں، جس سے بوڑھوں، بچوں اور جوانوں میں بجلی سی کوند جائے۔ اگر یہ تڑپ، یہ پکار، یہ درد و سوز، یہ آہیں اور رقتیں زندہ ہوگئیں تو ہم بہت جلد ایک قوم کی حیثیت سے زندہ ہو جائیں گے، پھر انشاء اللہ اپنی منزل کا حاصل کرنا آسان ہوگا۔‘‘

(شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ’’ایمان کا محور و مرکز ذاتِ مصطفیٰ ﷺ‘‘، ص:58)

محبوب کی تعریف و توصیف کرنا ہر محبّ کا اولین اور مرغوب ترین عمل ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے تمام انبیائے علیہم السلام اور اہلِ حق بندوں نے حمد و مناجات کے نغمات بلند کیے ہیں۔ ایک طرف سب اہلِ حق اللہ رب العزت کی مدحت بیان کر رہے ہیں جبکہ دوسری جانب خود خالقِ کائنات ام الکتاب میں خاتم النبیین ﷺ کے اوصاف بصورتِ نعت نہ صرف بیان کر رہا ہے بلکہ اپنے فرشتوں اور اہلِ ایمان کو بھی بصورت درود و سلام حکم دے رہا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو نعتِ رسولِ مقبول ﷺ کا بیان کرنا سنتِ خداوندی ٹھہرا۔ قابلِ غور بات ہے کہ جب بھی اہلِ دل اس سنتِ الٰہی پر عمل کرتے ہیں تو انہیں دیارِ عشق کی وہ کیف و مستی اور سرشاری ملتی ہے کہ وہ دور رہ کر بھی کوئے جاناں کا دیدار کر لیتے ہیں۔ اسی لیے اہلِ دل اور اہلِ نظر کے نزدیک نعت کہنا اور نعت سننا مرغوب و محبوب عمل ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مجددانہ اوصاف کی حامل ہمہ پہلو شخصیت ہیں۔ وہ فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول ﷺ کے مقام پر فائز ہیں۔ عشقِ مصطفیٰ ﷺ ان کے رگ و پے میں لہو بن کر دوڑ رہا ہے۔ نعت کی دلنشیں وادی ان کا پسندیدہ مقام ہے۔ نعت کی یہ کیفیت انہیں عالمِ بے خودی میں درِ جاناں پر لے جاتی ہے۔ اس کیفیت میں ان کے تخیل پر نعتیہ کلام ابر بن کر چھا جاتا ہے اور پھر عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی رم جھم پھوار قرطاس پر موتیوں کی طرح جڑ جاتی ہے۔ اس کیفیت میں چہرۂ جاناں سے سب حجاب اٹھ جاتے ہیں اور وہ بے قرار ہوکر یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں:

رُخ سے کاکل ہٹا دیا تونے
سب کو بے خود بنا دیا تونے
شب کو ملنے کی دے کے اک امید
سب کو شب بھر جگا دیا تونے
رُخِ زیبا کی اک جھلک سے حبیبؐ
رات کو دن بنا دیا تونے
اپنے چہرے کے ایک درشن میں
مجھ کو کیا کیا دکھا دیا تونے

محبوب کے گن گانا ہی محبّ کا مرغوب مشغلہ ہوتا ہے۔ سچے پیار کرنے والے اپنے محبوب کے نام کی مالا جپنے کو ہر ورد اور وظیفہ سے افضل گردانتے ہیں۔ شیخ الاسلام بھی اپنے ان جذبات کا اظہار یوں کرتے ہیں:

آؤ تسبیحِ صبح و شام کریں
یوں غمِ زندگی تمام کریں
چشمِ تر، سوزِ آرزو لے کر
ان کے جلوے کا انتظام کریں
کیا عجب ہے وہ مہرباں ہو کر
کوئی شب تیرے ہاں قیام کریں

آقا ﷺ کے زمانۂ مبارک میں ہونے اور اُس زمانہ میں ہوتے ہوئے اپنے محبت کے انداز کا اظہار شیخ الاسلام یوں بیان فرماتے ہیں کہ

تیرے ہوتے جنم لیا ہوتا
پھر کبھی تو تجھے ملا ہوتا
لڑتا پھرتا میں تیرے اعداء سے
تیری خاطر میں مر گیا ہوتا
تو کبھی تو مری خبر لیتا
تیرے کوچے میں گھر کیا ہوتا
ہوتا طاہرؔ ترے فقیروں میں
تیری دہلیز پر پڑا ہوتا

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اردو نعتوں کے ساتھ ساتھ عربی میں بھی کئی نعتیہ قصائد تحریر کیے ہیں۔ ’’دلائل الخیرات‘‘ کی طرز پر شیخ الاسلام نے ’’دلائل البرکات فی التحیات والصلوۃ‘‘ کے عنوان سے عربی زبان میں آقا ﷺ کی بارگاہ میں طویل سلام پیش کیا۔ اس کتاب میں بہت سے صیغوں اور اسالیب کے ساتھ 40 منازل میں منقسم تقریباً اڑھائی ہزار درود پاک کے جواہر موجود ہیں۔ علاوہ ازیں شیخ الاسلام نے درود پاک کے حوالے سے درج ذیل کتب بھی تحریر فرمائیں:

۱۔ صَلاۃُ الْاَکْوَان (درودِ کائنات)
۲۔ صَلاۃُ الْمِیْلَاد (درودِ میلاد)
۳۔ صَلاۃُ الْفَضَائِل (درودِ فضائل)
۴۔ صَلاۃُ الشَّمَائِل (درودِ شمائل)
۵۔ صَلاۃُ الْمِعْرَاج (درودِ معراج)
۶۔ صَلاۃُ السِّیَادَۃ (درودِ سیادت)
۷۔ اَحْسَنُ الْمَوْرِدِ فِی صَلٰوۃِ الْمَوْلِد (اس میں میلاد پاک کی مناسبت سے درود پاک تحریر کئے گئے ہیں)
۸۔ صَلَوَاتُ سُوَرِ الْقُرْآنِ عَلٰی سَیِّدِ وَلَدِ عَدْنَانَ ﷺ (اس میں حضور نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک کی مناسبت سے ۶۳ درود تحریر کئے گئے ہیں، جن میں قرآن حکیم کی ایک سو چودہ سورتوں کے نام ذکر کئے گئے ہیں)

☆ شیخ الاسلام کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے وابستگی اور مدحتِ رسالت کا یہ سلسلہ وراثت میں ملا ہے۔ ان کے والدِ محترم حضرت ڈاکٹر فرید الدینؒ ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ انہوں نے کئی اصناف میں شاعری کی ہے۔ ان کے رحمۃ للعالمین ﷺ کو پیش کیے گئے سلام کا ایک حصہ ملاحظہ ہو:

میرا ہر موئے بدن اک ساز ہو
’’یا رسول اللہ‘‘ کی آواز ہو
نفسِ امارہ کہے اِنّی سقیم
منہ کے بل گر جائے شیطان رجیم

☆ مدحتِ مصطفیٰ ﷺ کا یہ سلسلہ پشت در پشت چلتا ہوا محترم ڈاکٹر حسین محی الدین القادری تک جا پہنچتا ہے۔ انہوں نے اپنے شعری مجموعہ ’’نقشِ اول‘‘ میں کئی نقشِ جاوداں مرتب کیے ہیں۔ عاشقِ صادق ہمہ وقت اپنے محبوب کے نغمات جپتا رہتا ہے۔ اس کے دل کی ہر دھڑکن محبوب کے ذکر ہی پر دھڑکتی ہے۔ محترم ڈاکٹر حسین محی الدین اپنے محبوب کے حضور شام وسحر کے اذکار اپنے اس طویل سلام میں ایسے ظاہر کرتے ہیں:

خوشبو، گلاب، نور، ہوا، چاندنی، صبا
آقا! حضور! آپؐ کے قدموں کی ہے عطا
بھیجوں سلام آپؐ پر سرکارؐ صبح و شام
ہو جائے میری عمر اسی ذکر میں تمام
باغِ ثنا سے میں نے چنے ہیں یہ چند پھول
میرا سلام، سیدِ ابرارؐ ہو قبول
بھیجوں سلام آپؐ پر سرکارؐ صبح و شام
ہو جائے میری عمر اسی ذکر میں تمام

☆ منہاج القرآن کے گلستانِ نعت میں سب سے نامور نام محترم ریاض حسین چودھری کا ہے۔ ان کے اب تک 12 سے زائد نعتیہ مجموعے منصۂ شہود پر آچکے ہیں، جن میں

سے 4 مجموعہ جات صدارتی ایوارڈ جیت چکے ہیں۔ وہ اس دور کے نابغۂ روزگار سخن ور ہیں۔ان کے منفرد اسلوب کے سبب انہیں وحید العصر نعت گو شاعر کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ان کے نعتیہ کلام کے چند شہ پارے ملاحظہ ہوں:

میں تو کیا سوچیں بھی میری دست بستہ ہیں ریاضؔ
جب بھی سوچوں گا نبیؐ کی نعت ہی سوچوں گا میں

عجیب ایک تماشہ سا ہے سرِ محشر
ریاضؔ آپؐ کے قدموں کو چھوڑتا ہی نہیں

روزِ الست آنکھ جو کھولی شعور نے
قدرت نے ایک نور سا ہاتھوں میں رکھ دیا
میں نے بڑے خلوص سے چوما اُسے ریاضؔ
اور پھر قلم حضورؐ کے ہاتھوں میں رکھ دیا

☆ تحریکِ منہاج القرآن کی تابانیوں سے منور ہونے والے ایک اور نعت گو سخنور محترم ضیا نیرؔ (مرحوم) ہیں۔ ان کے نعتیہ مجموعہ جات ''سفرِ نور'' اور ''ثنائے کریمین'' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی یہ تابانیاں آج بھی دنیا بھر کے عشاقانِ رسول ﷺ کے قلب ونظر کو جگمگا رہی ہیں:

سب زمانوں کو ازل ہی سے جو مرغوب ہے تو
مشترک میرا، مرے مولا کا محبوب ہے تو
حسن و خوبی کے کمالات کی حد سے بھی وراء
خوب سے خوب، بہت خوب، بہت خوب ہے تو

پھر یوں ثنائے خواجہؐ سخنور رقم کریں
دل کے ورق پہ عرضِ ثنا گر رقم کریں
حکمت کا نور لے کے رسالت مابؐ سے
دانش کے تابناک جواہر رقم کریں

☆ منہاج القرآن کے گلستانِ نعت کے ایک اور گہر تابدار محترم شیخ عبدالعزیز دباغؔ بھی نعتِ مصطفیٰ ﷺ کے ایک راہرو ہیں۔ انہوں نے اپنے اس سفر اور برسوں کے مناجات وگزارشات کا ایک دلکش شاہکار ''مطافِ نعت'' کی شکل میں مرتب کیا ہے۔ وہ عشقِ حبیبِ مکرم ﷺ سے سرشاری کا اظہار عاجزانہ انداز سے یوں کرتے ہیں:

ہوں راہِ عشق پہ پہنچا ابھی ندامت تک
ہے نعت لائی مجھے بابِ استقامت تک
کبھی نہ ختم ہو یا رب مرا طوافِ قلم
مطافِ نعت میں چلتا رہوں قیامت تک

☆ تحریکِ منہاج القرآن میں نعت گوئی کا سلسلہ صرف پاک و ہند یا ایشیا تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ پوری دنیا میں مدحتِ حبیبِ الٰہی کے جذبے جگا رہی ہے۔ اسی رسول نما تحریک کے راہرو محترم نور احمد نورؔ منہاجین ناروے کی سرزمین پر اوصافِ مصطفیٰ ﷺ کی جوت سے سیاہ قلوب کو جگمگا رہے ہیں۔ ان کے نوری دیوان ''سلسلۂ نور'' کی چند ضیائیں آپ کی بصارتوں کے نام کرتے ہیں:

ان کے لب سے جھڑے معرفت کے وہ پھول
عرب کے سخنور دیکھتے رہ گئے
تجھ کو حق سے ملی وہ عجب روشنی
جس کو شمس و قمر دیکھتے رہ گئے

☆ انقلابی شاعر انوار المصطفیٰ ہمدمی نے جہاں اپنے انقلابی ترانوں سے حالات کے کچلے لوگوں میں باطل نظام کے خلاف ایک نئی حدت پیدا کی ہے، وہیں انہوں نے اپنے نعتیہ کلام سے عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے رنگ سے دلوں میں ایک نئی ترنگ بھی جگائی ہے۔ وہ مولود کی مقدس گھڑیوں پر رسولِ مکرم ﷺ کے ظہور کا مژدہ جانفزا یوں سناتے ہیں:

جگ کا اجالا آگیا!
حق کا سنبھالا آگیا!
نازوں کا پالا آگیا!
رحمت میں ڈھالا آگیا!
رب کا حوالہ آگیا!
سوچوں سے بالا آگیا
ہاں کملی والاؐ آگیا!

☆ محترم سید الطاف حسین شاہ کا شمار تحریکِ منہاج القرآن کے ابتدائی رفقا میں ہوتا ہے۔ وہ بھی کہنہ مشق شاعر ہیں۔ ان کے ہاں بھی عشقِ رسول ﷺ اور وارفتگیِ درِ مدینہ عروج پر دکھائی دیتی ہے۔ عشاقانِ مصطفیٰ ﷺ کو آقا سے وفا کرنے کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

آؤ صمیمِ قلب سے حمد و ثناء کریں
آؤ کہ سب حضورؐ سے عہد وفا کریں
نورِ نبیؐ سے کرکے فروزاں بجھے چراغ
اک انقلاب ذہنِ بشر میں بپا کریں
میلاد کی خوشی میں چراغاں ہو کُو بکو
دھرتی کا کہکشاں سے بھی رتبہ سِوا کریں

☆ ماہنامہ مجلّہ منہاج القرآن بھی نعت کے فروغ میں اپنا بھر پور کردار ادا کر رہا ہے۔ اس انقلابی مجلّہ میں جہاں نامور نعت گو شعرا کا کلام قرطاس کی زینت دکھائی دیتا ہے وہیں نئے نعت گو شعرا کی حوصلہ افزائی اور تربیت کا بھی موئثر اور موئقر ذریعہ ثابت ہو رہا ہے۔

☆ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے احیاء کے لئے فروغ نعت کے سلسلہ میں تحریک منہاج القرآن کی طرف سے مستقبل قریب میں ایک انقلابی قدم اٹھایا جارہا ہے۔ نعت نگاری، نعت خوانی، نعت پر تحقیق اور اردو نعت کو نئی جہات سے متعارف کرانے کے لئے شیخ الاسلام کی ہدایات پر منہاج یونیورسٹی میں ''نعت چیئر'' کا اہتمام بھی کیا جارہا ہے۔ اس سے قبل کسی بھی یونیورسٹی میں نعتیہ تحقیق کے لیے نعت چیئر کا اہتمام نہیں ہے۔ اس لحاظ سے بہت جلد منہاج یونیورسٹی لاہور میں ''نعت چیئر'' کے انعقاد سے نعتیہ تحقیق و تنقید میں ایک عالمگیر انقلاب بر پا ہونے والا ہے۔

ثناء خوانی مصطفیٰ ﷺ۔۔تحریک کی پہچان

نعت گو شعرا کی عظمت و منزلت اپنی جگہ مگر ثنا خوانِ مصطفیٰ ﷺ کی حرمت بھی اپنی مثال آپ ہے۔ سیرتِ مطہرہ کے روشن دریچوں کی زیارت کریں تو حضرت حسانؓ بن ثابت کی نعت خوانی کیف و مستی اور سُرور کا ایک سیلِ بیکراں رواں کرتی دکھائی دیتی ہے۔ اس طرح محافلِ نعت سجانا اوائلِ اسلام ہی سے شمعِ رسالت کے پروانوں کی سنت دکھائی دیتی ہے۔ ثنا خوانی کا یہ سلسلہ تب سے آج تک اپنی شان و شوکت اور وقار سے رواں دواں ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری محافلِ نعت کی اہمیت کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

''ایمانی عشقی کیفیات کو بڑھانے کے لیے محافل کا منعقد ہونا، ان میں حسنِ لحن کے ساتھ قرآنِ مجید اور نعت شریف کا پڑھا جانا قلبی و باطنی کیفیات کو بڑھانے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ نعت عشقِ رسول ﷺ اور محبتِ رسول ﷺ کی جوت جگا کر اس کی روشنی سے دلوں کو جگمگاتی ہے۔''

(خطاب ''سلسلۂ نعت اور قلبی کیفیات''، نشانِ حسان ایوارڈ لاہور، 31 اکتوبر 1998ء)

ثنا خوانی مصطفیٰ ﷺ تحریکِ منہاج القرآن کی ایک پہچان ہے جس کو پروان چڑھانے میں شیخ الاسلام کا کلیدی کردار ہے۔ اس ہمہ گیر ذوقِ نعت ہی کا کرشمہ ہے کہ ''ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی'' کے مصداق منہاج القرآن کے جہانِ نعت میں ان گنت مدحت نگار بھی پیدا ہوئے ہیں۔ جن احباب کو شیخ الاسلام کی موجودگی میں محافلِ نعت میں ان ثنا خوانانِ مصطفیٰ ﷺ سے سماعت کا شرف حاصل ہے انہیں بخوبی معلوم ہے کہ ثنا خوانی کے دوران شیخ الاسلام پر کیا کیا کیفیات وارد ہوتی ہیں اور پھر سامعین و حاضرین بھی اسی رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ ثنا خواں کو نعت پڑھنے کے دوران فی البدیہ ایسی خوبصورت تضمینیں عنایت فرماتے ہیں کہ سامعین سرشار ہو جاتے ہیں۔

محافلِ نعت کا انعقاد اہلِ عشاق کے لیے نسخۂ

کیمیا سے کم نہیں۔ ان محافل کا مقصد ایسا تعلق و قربت پیدا کرنا ہے کہ جس سے زنگ آلود دل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عشق سے ضیا بار ہو جائیں۔ نعت خوانی اور درود و سلام ایسے عوامل ہیں جو آقا ﷺ سے قلبی تعلق کو بڑھا کر عشق کی آگ جلا کر قلب و جاں کو اللہ اور اس کے حبیب ﷺ سے جوڑتے ہیں۔ اس لحاظ سے اس پر فتن دور میں محافلِ نعت کا انعقاد ایک نعمتِ عظمٰی سے کم نہیں۔

ان حقائق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تحریکِ منہاج القرآن نے نعت گوئی کے ساتھ ساتھ نعت خوانی میں بھی انقلاب برپا کیا ہے۔ تحریک کے اوائل ہی سے منظّم انداز میں ہر جگہ نعت کے رنگ خوبصورت انداز میں بکھیرے گئے اور نعت کے فروغ کے لیے منہاج نعت کونسل کا قیام بلا شبہ ایک انقلاب آفرین عمل ہے۔ اس فورم نے نہ صرف مقامی، صوبائی اور ملکی سطح پر بلکہ دنیا بھر میں نعت کے فروغ میں اپنا بھر پور کردار ادا کیا ہے۔ اگر ہم اس کی مثال تلاش کرنا چاہیں تو شاید ہمیں گذشتہ دو صدیوں میں بھی اس قسم کی کوئی مثال دکھائی نہ دے۔ نوجوانوں میں نعت کا ذوق پیدا کرنے کے لیے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں منہاج القرآن اسلامک سینٹرز میں منہاج نعت اکیڈمیاں ہیں جو نعت خوانی کے فروغ میں شاندار کردار ادا کر رہی ہیں۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے زیرِ اہتمام تمام تعلیمی اداروں اور شریعہ کالجز میں طلبا و طالبات کی دیگر ہم نصابی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ نعت کے فروغ کے لئے بھی انقلابی اقدامات کیے جاتے ہیں۔

دنیا بھر میں جہاں جہاں تحریکِ منہاج القرآن کے مراکز ہیں وہاں نعتِ رسولِ مقبول ﷺ کی عملداری دکھائی دے گی اور وہاں شام و سحر مدحتِ رسول ﷺ کے زمزمے جاری ہوتے نظر آئیں گے۔ ہر علاقے اور ہر ملک کی ایک الگ منہاج نعت کونسل ہے جو نوجوانانِ ملتِ اسلامیہ کو نعتِ رسول ﷺ پڑھنے اور درود و سلام کو اپنی زندگی کا لازمی جزو بنانے کی ترغیب دیتی ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ تحریکِ منہاج القرآن فروغِ نعت کی تحریک ہے، جس نے کائنات نعت کی وسعتوں کو وسیع سے وسیع تر کرنے میں اپنا بھر پور کردار ادا کیا ہے۔

تحریک منہاج القرآن اور اس کی قیادت نے نعتِ رسولِ مقبول ﷺ کے ذریعے سے نوجوانانِ ملت کے دلوں کو عشقِ مصطفٰی ﷺ سے سرشار کیا ہے۔ وہ لب جہاں گانے مچلتے اور جہاں سماعتوں میں موسیقی کی دھنیں گونجتی تھیں، تحریکِ منہاج القرآن نے اللہ کی عطا سے وہاں درودِ پاک اور نعتوں کا پہرہ بٹھا دیا ہے۔

تحریکِ منہاج القرآن نے نعت گو شعرا کو کائناتِ شعر و سخن میں متعارف کروانے کے ساتھ ساتھ حضرت حسانؓ بن ثابت کے کارواں کے پاسبان کثیر نعت خوان بھی متعارف کرائے ہیں۔ اس ضمن میں ایک بہت طویل فہرست نظر آتی ہے ۔ان سعید ہستیوں میں قابلِ ذکر محترم محمد افضل نوشاہی، محترم شہزاد حنیف مدنی، محترم ظہیر احمد (منہاج نعت کونسل)، محترم بلالی برادران اور محترم شہزاد برادران قابلِ ذکر ہیں۔

تحریکِ منہاج القرآن عشقِ رسول ﷺ کا فیضان ہے۔ نعتِ رسولِ مقبول ﷺ بھی الفتِ رسول ﷺ کا ایک مظہر ہے۔ اس نسبت سے منہاج القرآن اور نعت کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ نعت اگر نکہتِ جاودانی ہے تو منہاج القرآن کا گلستان اس مشکِ مدینہ سے مہک رہا ہے۔۔۔ مدحتِ مصطفٰی ﷺ اگر نور ہے تو منہاج القرآن کا دیار بقعۂ نور ہے۔۔۔ نعت اگر صراطِ عشقِ رسول ﷺ ہے تحریکِ منہاج القرآن اس کا ایک کاروانِ سعید ہے۔۔۔ دنیا بھر میں اسلام اور دکھی انسانیت کی خدمت کے لیے شبانہ روز کاوشوں میں مصروف عمل ہونے کے ساتھ ساتھ یہ رسول ﷺ نما تحریک مسلمانوں کا گنبدِ خضریٰ سے ٹوٹا ہوا رشتہ دیگر علمی و فکری ذرائع کے ساتھ ساتھ نعت گوئی و نعت خوانی کے ذریعے بھی دوبارہ جوڑنے میں اپنا اہم اور تاریخی

ملائشیا کوالالمپور انٹرنیشنل کمیونیکیشن کانفرنس: محترم ڈاکٹر حسین محی الدین القادری کیلئے ''بیسٹ پیپر ایوارڈ''

ملائشیا کوالالمپور انٹرنیشنل کمیونیکیشن، ایجوکیشن، لینگوئج اینڈ سوشل سائنسز کانفرنس کی طرف سے انتہا پسندی، تشدد اور دہشت گردی کے خاتمے کیلئے قابل عمل ریسرچ پیپر پیش کرنے پر تحریک منہاج القرآن فیڈرل کونسل کے صدر محترم ڈاکٹر حسین محی الدین القادری کو 18 اکتوبر 2015ء کو ''بیسٹ پیپر ایوارڈ'' دیا گیا ہے۔ ریسرچ پیپر میں ایجوکیشن کے ذریعے انتہاپسندی اور دہشت گردی کی بنیادی وجوہات کے خاتمے کیلئے قابل عمل پلان پیش کیا گیا ہے اور پاکستانی تعلیمی نظام کو کیس سٹڈی کے طور پر استعمال کرتے ہوئے انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خاتمے کیلئے ایجوکیشن سسٹم میں بنیادی تبدیلیاں کر کے لوگوں میں عدم برداشت کے رویوں کے خاتمہ کا حل دیا گیا ہے۔ بلاشبہ یہ اعزاز تحریک منہاج القرآن کے علمی اور فکری خدمات کا نہ صرف اعتراف ہے بلکہ تحریک کی قیادت کو دیگر سیاسی و مذہبی قیادتوں سے ممیّز و ممتاز بھی کرتا ہے۔

ڈائریکٹوریٹ آف منہاج القرآن انٹرفیتھ ریلیشنز کیلئے پیس ایوارڈ

گذشتہ ماہ ستمبر میں یو این او کے زیراہتمام پوری دنیا میں انٹرنیشنل ڈے آف پیس منعقد کیا گیا۔ اس سلسلہ میں پیس سنٹر لاہور میں یو آر آئی انٹرنیشنل کے زیراہتمام محترم ڈاکٹر جیمز چنن (ڈائریکٹر پیس سنٹر) نے ایک پروقار تقریب کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر آرچ بشپ آف لاہور محترم سبیسٹین فرانسس شاء تقریب کے مہمان خصوصی تھے، جبکہ صوبائی وزیر اقلیتی امور و حقوق انسانی محترم خلیل طاہر سندھو کے علاوہ محترم ڈاکٹر مرقس فدا، محترم جاوید ولیم، محترمہ سبینہ رفعت، محترم یوئیل بھٹی نے شرکت کی جبکہ ڈائریکٹر منہاج لقرآن انٹرفیتھ ریلیشنز محترم سہیل احمد رضا نے تحریک کی نمائندگی کی۔

پاپائے اعظم کی کونسل برائے بین المذاہب مکالمہ ویٹی کن سٹی کے پاکستان میں سربراہ آرچ بشپ آف لاہور سبسٹین فرانسس شاء نے منہاج القرآن انٹرنیشنل کی قومی و عالمی سطح پر دہشت گردی و انتہا پسندی کے خاتمے اور بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ میں غیر معمولی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے محترم سہیل احمد رضا کو کیتھولک چرچ آف پاکستان کے سربراہ کی حیثیت سے پیس ایوارڈ 2015ء سے نوازا۔ اپنے خطاب میں آرچ سبسٹین فرانسس نے کہا کہ منہاج القرآن انٹرنیشنل کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری کی قیام امن اور اتحاد و یگانگت کیلئے تاریخی خدمات ہیں۔ انسانی حقوق، تعلیم کے فروغ اور انتہا پسندی کے خلاف شعور کی بیداری و عملی رہنمائی دینے پر ڈاکٹر طاہر القادری کی خدمات کو سراہتے ہیں۔

تقریب سے ڈائریکٹر انٹرفیتھ ریلیشنز منہاج القرآن محترم سہیل احمد رضا نے بھی خطاب کیا۔ انسانی حقوق کی تنظیموں، مختلف مذاہب کے رہنماؤں اور سیاسی قائدین نے منہاج القرآن کو ملنے والے اس اہم ایوارڈ پر خصوصی مبارکباد پیش کی۔

خیبر پختونخواہ: منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے تحت متاثرین زلزلہ میں امدادی سامان تقسیم

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے تحت متاثرین زلزلہ میں امدادی سامان تقسیم کیا گیا، منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر سید امجد علی شاہ اور پاکستان عوامی تحریک کے سیکرٹری کوآرڈینیشن ساجد محمود بھٹی نے خیبر پختونخواہ میں شانگلہ، مینگورہ، سیدو شریف اور دیر کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا اور وہاں متاثرین میں اشیائے خوردونوش، ادویات، کمبل اور خیمے تقسیم کیے۔

اس موقع پر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر محترم سید امجد علی شاہ نے کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی ہدایات کی روشنی میں متاثرہ علاقوں میں کام کرنے والے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے رضا کاران ایسے بچوں کی نشاندہی کر رہے ہیں جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ ایسے تمام بچوں کو منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے تحت یتیم بچوں کی کفالت کرنے والے ادارہ 'آغوش' میں داخلہ دیا جائے گا۔ جہاں انہیں تعلیم، خوراک اور رہائش کی مفت سہولیات مہیا کی جائیں گی۔ متاثرہ علاقوں میں منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے 200 سے زائد رضا کاران امدادی سرگرمیوں میں حصہ لے رہے ہیں۔ خیبر پختونخوا کے عوام مشکل کی اس گھڑی میں خود کو تنہا نہ سمجھیں۔ MWF ہر سطح پر تمام وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ان کی بحالی تک ان کے ساتھ ہے۔

تحریک منہاج القرآن شمالی پنجاب کے اضلاع اور تحصیلات کی تنظیم نو

گذشتہ ماہ اکتوبر و نومبر 2015ء میں نائب ناظم اعلیٰ تنظیمات محترم رانا محمد ادریس قادری نے شمالی پنجاب کے سرگودھا ڈویژن اور راولپنڈی ڈویژن کے اضلاع اور تحصیلات کے خصوصی دورہ جات کے دوران وہاں تحریک منہاج القرآن کی تنظیمات کی تنظیم نو کی۔ جس کے نتیجے میں درج ذیل احباب کو ضلعی امیر، ناظم اور تحصیلی صدر اور ناظم کی ذمہ داریاں تفویض کی گئیں۔ ہم ان جملہ عہدیداران کو صمیم قلب سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

ضلع/تحصیل	امیر/صدر	ناظم
ضلع بھکر	عبدالرشید کھوکھر	شیر زمان
دلے نولا	ملک محمد اسلم رال	محمد سعید
کلورکوٹ	ملک امتیاز احمد	محمد اعجاز
کٹھہ سگرال	ڈاکٹر غوث محمد	عبدالغفار
نوشہرہ (خوشاب)	محمد ایوب	غلام جیلانی
قائدآباد	غلام حبیب	ارسلان خان
عیسیٰ خیل	محمد مقبول	قاری محمد سعید
پپلاں	محمد اسلم خان	مظہر حسین
بھلوال	سید شاہد رضا گیلانی	غلام شبیر حسینی
ساہیوال	حافظ جنید احمد	نعیم الحسن شاہ
سرگودھا شرقی	محمد فاروق طاہر	حکیم خورشید اسلم
دولتالہ (راولپنڈی)	قاری منیر حسین	قاضی احسان غفور
کوٹلی ستیاں	حافظ اختر حسین	مبشر حسین اعوان
راولپنڈی PPB-5	چوہدری وقاص حسن	ملک فیض الرحمٰن اعوان
تحصیل جہلم	نوید احمد	خرم بشیر
سوہاوہ (جہلم)	عبدالغنی	ڈاکٹر ارشد بٹ
رورل اسلام آباد	صوبیدار محمد سلیم	محمد یٰسین جنجوعہ
ضلع چکوال	حاجی عبدالغفور شیخ	ڈاکٹر سہیل محمود
چوآسیدن شاہ	راجہ محمد سعید	جاوید اقبال
لاوا	ملک شمشاد	سکندر حیات
ضلع اٹک	صاحبزادہ محمد انیس	حاجی عبداللطیف
فتح جنگ	امجد خان	وقاص زمرد
حضرو	محمد الیاس	لیاقت علی
پنڈی گھیپ	سردار خالد محمود	مشتاق احمد

ضلع/تحصیل	امیر/صدر	ناظم
تحصیل بھکر	محمد یحییٰ رشید	محمد شوکت علی
جنڈالہ والا	ملک محمد بشیر جوئیہ	الطاف احمد
ضلع خوشاب	اصغر علی شاہ گیلانی	محمد نواز
تحصیل خوشاب	محمد منیر چوہان	محمد بشیر
نورپور تھل	محمد سعید	ممتاز حسین
ضلع میانوالی	ڈاکٹر محمد انور میروی	اکرم نیازی
تحصیل میانوالی	حافظ امتیاز احمد	محمد ریاض بھیروی
ضلع سرگودھا	غلام حسین اعوان	قاری محمد منیر
کوٹ مومن	مختار احمد بھٹی	مظہر گوندل
تحصیل سرگودھا	سلطان احمد قادری	قاری شہزاد
سلانوالی	محمد ادریس مغل	عبدالمقیت
کہوٹہ (راولپنڈی)	رانا غلام مرتضیٰ	خالد محمود ستی
راولپنڈی PP-13A	قاری محمد اکرم	محمد اعجاز
دینہ (جہلم)	سعید احمد قادری	محمد عرفان صدیقی
پنڈ دادنخان (جہلم)	محمد اصغر چوہدری	غلام سرور للہ
ضلع اسلام آباد	محمد سہیل مفتی	راجہ اسداللہ
اربن اسلام آباد	محمد صدیق بٹ	محمد عرفان
تحصیل چکوال	محمد صفدر جاوید	محمد احسان سنی
کلر کہار	محمد اشرف ملک	محمد سلیم ملک
تلہ گنگ	ملک اشرف اقبال	محسن صفدر شیرازی
تحصیل اٹک	ڈاکٹر محبوب احمد	ظہور احمد
حسن ابدال	ارشد محمود	ارشد نواز
جنڈ	حاجی صفدر خان	علامہ ربنواز

ماہنامہ منہاج القرآن کی سالانہ خریداری فیس میں اضافہ

محترم قارئین! ماہنامہ منہاج القرآن کی سالانہ خریداری فیس گذشتہ 8 سال سے 250 روپے اور فی شمارہ کی قیمت 25 روپے ہے۔ ہماری خواہش تھی کہ ہم اسی قیمت کو برقرار رکھتے مگر ہمیں ماہنامہ کے اشاعتی اور ترسیلی اخراجات میں اضافے کے باعث سالانہ خریداری اور فی شمارہ قیمت میں مجبوراً اضافہ کرنا پڑ رہا ہے جو کہ حسب ذیل ہے:

جنوری 2016ء سے ماہنامہ کی سالانہ خریداری 350 روپے جبکہ فی شمارہ کی قیمت 35 روپے ہوگی۔

مختلف تعداد میں VP کی صورت میں شمارے منگوانے پر فی شمارہ 28 روپے کے حساب سے VP کیا جائے گا۔

امید ہے کہ قارئین/ سالانہ خریداران/ VP منگوانے والے احباب ہمیشہ کی طرح تعاون فرمائیں گے۔ شکریہ (ادارہ)

پاکستان عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے وفد کی علامہ محمد اقبالؒ کے مزار پر حاضری

پاکستان عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے وفد نے 9 نومبر اقبال ڈے کے موقع پر شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ان کے مزار پر حاضری دی اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی طرف سے پھولوں کی چادر چڑھائی اور فاتحہ خوانی کی۔ وفد میں چیف کوآرڈینیٹر PAT محترم میجر (ر) محمد سعید، ڈائریکٹر فارن افیئرز محترم جی ایم ملک، انٹرفیتھ ریلیشنز کے ڈائریکٹر محترم سہیل احمد رضا، محترم جواد حامد، محترم اقبال نور، محترم الطاف رندھاوا اور دیگر شامل تھے۔

اس موقع پر میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے رہنماؤں نے کہا کہ علامہ محمد اقبالؒ کے پاکستان میں مظلوم انصاف اور نوجوان روزگار سے محروم ہیں۔ نظریاتی سوچ و فکر سے محروم قیادت نے لوٹ مار کے کلچر کو فروغ دیا اور وطن عزیز کی جڑیں کھوکھلی کر دیں۔ جسمانی طور پر 66 سال قبل آزاد ہونے والی قوم کو کرپٹ لیڈر شپ نے معاشی طور پر غلام بنا دیا۔ پاکستان کو بچانا ہے تو پھر غیر نظریاتی اور حادثاتی قیادت سے آئینی ایوانوں کو پاک کرنا ہوگا۔

اظہار تعزیت

گذشتہ ماہ محترم محمد سلیم قادری (امیر MQI ملائشیا) کی والدہ، محترم حافظ محمد طاہر رفیق نقشبندی (ڈائریکٹر MQI ساؤتھ افریقہ) کے والد، محترم حاجی عبدالرشید (صدر MQI کویت) کی ہمشیرہ، محترم شیخ محمد طیب (سابقہ صدر MQI کینیڈا) کے بھائی، محترم ماسٹر رحمت خان (ڈنمارک)، محترم راشد منہاس (استقبالیہ مرکزی سیکرٹریٹ) کے بھائی محترم شاہد محمود (گوجرہ)، محترم محمد طیب رضا (منہاج TV) کے دادا، محترم حافظ عابد بشیر قادری (ڈپٹی ڈائریکٹر پبلک ریلیشنگ TMQ) کی کزن (چونڈہ سیالکوٹ) اور ماموں زاد بھائی، محترم پروفیسر حافظ محمد سجاد (باہتر اٹک) کی اہلیہ، محترم کیپٹن (ر) محمد اقبال (اٹک)، محترم قاری محمد عارف (فتح جنگ) کی والدہ، محترم ملک وراثت (اٹک) کی والدہ، محترم حاجی محمد افضل (وزیرآباد) کی والدہ، محترم راجہ اسداللہ عباسی (اسلام آباد) کی بھتیجی، محترم شیخ ضمیر احمد (بری امام)، محترمہ شکیلہ عظیم (اسلام آباد) کے دیور، محترم بابر کیانی (اسلام آباد) کے کزن، محترم مرزا وحید (سہالہ) کی خوش دامن، محترم راجہ عمیر (اسلام آباد) کی خالہ، محترم محمد زاہد یوسف (جھنگ صدر) کی والدہ، محترم شیخ جاوید (جھنگ صدر) کی خالہ، محترم عبدالجبار صدیقی (فاروق آباد) کے والد، محترم محبوب عالم بھٹی (پتوکی)، محترم رانا ارشاد (گجیانہ نو) کے والد، محترم حیدر شاہ (لالیاں) کے انکل، محترم عمیر حیات سیالوی کی بھابھی، محترم عمر حیات کھرل کی ساس، محترم اسجد دھوتڑ (علی پور چٹھہ) کے والد، محترم مجاہد حسین (پی پی95) کے بھائی، محترم محمد الیاس بٹ (پی پی 95) کے بہنوئی، محترم حاجی محمد طارق (پی پی 92) کی والدہ، محترم قاری محمد اشرف (علی پور چٹھہ) کے سسر، محترم اعجاز احمد صائم (منڈی بہاؤالدین) کی والدہ، محترم حافظ محمد اسلم کی والدہ، محترم عرفان بدر کا بیٹا، محترم مرزا بابر حسین (سرائے عالمگیر) کی والدہ، محترم ڈاکٹر طارق محمود مرزا (بھمبر آزاد کشمیر) کی خالہ، محترم

پروفیسر ڈاکٹر عبد الرحیم (صدر واہ کینٹ) کے بہنوئی، محترم محمد یوسف بخشی میڈیا کوآرڈینیٹر واہ کینٹ) کے بہنوئی، محترم اظہر حمید (شعبہ خواتین کوآرڈینیٹر واہ کینٹ) کی بھابھی، محترم شیخ طاہر محمود عرف مودی (سیکرٹری ویلفیئر PP-8) کے بھائی، محترم امجد محمود اعوان اور محترم سید مغنی شاہ (PP-8 سیکرٹری نشرواشاعت) کے بہنوئی، محترم عبدالعظیم صدیقی (واہ کینٹ) کی والدہ اور محترم علامہ حافظ انوار احمد (واہ کینٹ) قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی بخشش و مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

قائد ڈے نمبر فروری 2016ء

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 65 ویں سالگرہ کے موقع پر حسب روایت امسال بھی ماہنامہ منہاج القرآن قائد ڈے نمبر شائع کرنے کا اعزاز حاصل کررہا ہے۔ یہ شمارہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قومی و بین الاقوامی سطح پر امن ومحبت کے فروغ اور بیداریٔ شعور کیلئے کی جانے والی ہمہ جہتی خدمات پر مشتمل ہوگا۔

اس سلسلے میں آپ بھی ماہنامہ منہاج القرآن کو اپنی خصوصی معیاری تحریریں بھجواسکتے ہیں۔ علاوہ ازیں قائد ڈے کے موقع پر آپ کی طرف سے **مبارکبادی پیغامات** کی صورت میں اشتہارات کی بکنگ بھی جاری ہے۔

آپ اپنی تحریر، مضامین اور اشتہارات سے متعلقہ اشاعتی مواد مورخہ 10 جنوری 2016ء تک ماہنامہ منہاج القرآن 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور ارسال کرسکتے ہیں۔

فون Ext-128 042-111-140-140، mqmujallah@gmail.com

ڈائری 2016ء

منفرد اور دیدہ زیب ڈیزائنز میں دستیاب ہے

نمایاں خصوصیات

- وظائف اسماء الحسنیٰ
- احادیث نبوی
- فضائل درود وسلام
- مسنون دعائیں
- اقوال زریں
- انٹرنیشنل کوڈ نمبرز
- ورلڈ سمری
- فون انڈیکس
- نظام الاوقات صبح صادق، طلوع آفتاب، غروب آفتاب
- انٹرنیشنل ٹائم
- کیلنڈر 17-2016ء
- اسلامی کیلنڈر
- معلومات برائے قومی چھٹیاں
- پاکستانی شہروں کے کوڈ نمبرز
- قومی اداروں کے فون نمبرز

ایڈوانس بکنگ کیلئے رابطہ کریں

حسنین ٹریڈرز

53۔ چٹرجی روڈ، اردو بازار لاہور 042-37360532-37237695

خصوصی ہدایات برائے میلاد مہم دسمبر 2015ء

ماہ ربیع الاول اپنی آغوش میں ولادت مصطفیٰ ﷺ کی خوشیاں لئے امت مسلمہ پر سایہ فگن ہونے والا ہے۔ اللہ کے فضل وکرم سے تحریک منہاج القرآن جس جوش و جذبۂ ایمانی سے میلاد مناتی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور پوری دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

امسال بھی جشن عید میلاد النبی ﷺ کو حسب سابق جوش و جذبے اور عقیدت و احترام سے منایا جائے گا۔ اس عزم کے ساتھ کہ

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے — دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کردے

رفقاء، کارکنان اور وابستگان تحریک! جذبہ عشق رسول ﷺ دلوں میں موجزن کر کے دین کی سربلندی کا علم اٹھائے ہر قسم کے مالی، سیاسی، خاندانی، مفادات اور تحفظات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی منزل کے حصول کے لئے آگے بڑھئے۔

امسال 32 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس حسب سابق مینار پاکستان پر منعقد ہوگی جس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری بنفس نفیس شرکت فرماتے ہوئے خصوصی خطاب کریں گے۔ تحریک منہاج القرآن اور اس کے جملہ فورمز وتنظیمات مرکزی ہدایات کے مطابق میلاد مہم کامیاب بنانے کے لئے محنت وکوشش کریں تاکہ ہم عشق و محبت رسول ﷺ کے اس مقدس ماہ میں اپنے آقا ﷺ کے دین کی تجدید و احیاء اور مصطفوی انقلاب کے پیغام کی زیادہ سے زیادہ ترویج و اشاعت کو ممکن بنائیں۔

☆ اس سال میلاد مہم کا دورانیہ یکم دسمبر 2015ء سے 10 جنوری 2016ء تک ہوگا۔

اس سلسلے میں جملہ تنظیمات اور ان کے جملہ فورمز درج ذیل ہدایات کے مطابق میلاد مہم کو کامیاب بنانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں:

استقبال ربیع الاول

۱۔ ربیع الاول کا چاند دیکھنے کے بعد دو رکعت نماز نوافل شکرانہ ادا کریں۔

۲۔ اپنے اعزاء و اقرباء، محلّہ دار اور دوستوں کو عید میلاد النبی ﷺ کی مبارکباد بذریعہ E-Mail یا SMS کے ذریعہ دیں۔

۳۔ استقبال ربیع الاول کے حوالے سے علاقہ میں ایک بھرپور جلوس کا اہتمام کیا جائے۔

عالمی میلاد کانفرنس کا انعقاد

۱۔ 32 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس کو عظیم الشان بنانے کے لئے جملہ تنظیمات/ فورمز/ کارکنان محنت کریں۔ علاقہ میں موجود مذہبی، سیاسی، فلاحی تنظیمات کے ساتھ ساتھ طلباء، وکلاء، مزدور اور کسان یونینز کو بھرپور دعوت دی جائے۔

۲۔ علاقہ بھر میں میلاد کانفرنس کے بڑے بڑے ہورڈنگز و بینرز لگوائیں۔

۳۔ ڈویژنل ناظمین اپنی زیرنگرانی ہر تحصیل میں ''کاروان میلاد'' کا انعقاد کریں اور ہر ڈویژن میں ہینڈ بلز تقسیم کریں۔

۴۔ مشعل بردار جلوس نکالے جائیں اور ان کے ذریعے عالمی میلاد کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیں۔

۵۔ ہر رفیق/ وابستہ/ کارکن اپنی گاڑی کی بیک سکرین پر میلاد کانفرنس کا فلیکس آویزاں کرے گا۔

۶۔ ہر تحصیلی تنظیم اپنی تمام یونین کونسلز میں کم از کم ایک میلاد کانفرنس منعقد کرے۔

۷۔ حسب استطاعت ضیافت میلاد کا اہتمام کریں۔

۸۔ کیبل نیٹ ورک پر میلاد کانفرنس کے اشتہار چلوائے جائیں۔

نوٹ: اس سلسلہ میں مزید ہدایات ضلعی/تحصیلی تنظیمات کو الگ سے جاری کردی جائیں گی۔

اجتماعی تنظیمی ذمہ داریاں

ا۔ تنظیمات اور وابستگان تحریک یونین کونسل سطح پر حلقہ ہائے درود وفکر اور محافل میلاد کا اہتمام کریں۔

۲۔ دیگر کتب کے علاوہ قائد محترم کی کتاب سیرۃ الرسول ﷺ، میلاد النبی ﷺ، منہاج السوی اور معارج السنن کی بھرپور تشہیر کی جائے۔

۳۔ 11 روز تک تحصیل سطح کے مختلف علاقہ جات میں مشعل بردار جلوس کا اہتمام کریں۔

۴۔ ہر تحصیلی تنظیم قائد محترم کی کتب وکیسٹس اور CDs کے دعوتی پیکج تحائف کی صورت میں مذہبی، سیاسی اور سماجی دانشور شخصیات کو دیں۔

۵۔ بینرز کے ذریعے مقامی سطح پر امت کو آقا ﷺ کی ولادت باسعادت کی مبارکباد دی جائے اور فروغ عشق مصطفی ﷺ کو اجاگر کیا جائے۔

۶۔ قائد محترم کے Qtv پر چلنے والے خطابات کو پورا مہینہ اجتماعی طور پر بازاروں اور گھروں میں دکھانے کا اہتمام کیا جائے۔

۷۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر میلاد مہم کی جملہ تقریبات کو بھرپور انداز میں اجاگر کیا جائے۔

گھریلو سطح پر (صرف خواتین کیلئے)

ا۔ یکم تا 12 ربیع الاول خواتین بچوں کو عید میلاد النبی ﷺ کی اہمیت بیان کریں تاکہ بچوں میں میلاد النبی ﷺ کی خوشی کا احساس پیدا ہو۔اپنے گھروں میں خصوصی حلقہ ہائے درود کا انعقاد کریں۔

۲۔ بچوں کو درود وسلام پڑھنا سکھائیں اور اس کے اجروثواب کی اہمیت کو اجاگر کریں۔

۳۔ ہر روز گھروں میں خواتین کی محفل نعت کا اہتمام کریں جس میں تبرک کا اہتمام کیا جائے۔

۴۔ خواتین محفل نعت میں خود اور بچوں کو نعت پڑھنے کی سعادت کا موقع فراہم کریں۔

۵۔ والدین بچوں کو آقا ﷺ کی بچوں کے ساتھ محبت وشفقت بھرے واقعات سنائیں۔

۶۔ خواتین گھروں میں آپ ﷺ کا پسندیدہ کھانا جو آپ ﷺ تناول فرماتے تھے (تفصیل کتاب شمائل مصطفی ﷺ میں درج ہے) گھر میں تیار کریں۔

۷۔ صبح فجر کے بعد شکرانے کے نفل ادا کریں۔شرینی بانٹیں، نئے کپڑے پہنیں، عزیزواقارب سے ملیں اور محافل کا انعقاد کریں۔

۸۔ ہر تحریکی گھرانے میں نماز فجر کے بعد کھڑے ہو کر حضور ﷺ پر درود وسلام پڑھا جائے۔

برائے کارکنان (انفرادی سطح)

ا۔ ہر کارکن کثرت سے درود پاک کا وظیفہ کرے۔ ماہ ربیع الاول کے پہلے 12 دن کم ازکم 1000 مرتبہ اور باقی دنوں میں کم ازکم 500 مرتبہ روزانہ درود پاک ضرور پڑھا جائے۔

۲۔ پہلے 12 دن ہر کارکن ہر روز نفل حضور اکرم ﷺ کی طرف سے پڑھے جبکہ باقی ایام ربیع الاول میں ہر پیر کو پڑھے۔ ہر کارکن فروغ عشق رسول ﷺ کی تحریک، تحریک منہاج القرآن میں لوگوں کو شمولیت کی دعوت دے اور کم ازکم 10 افراد کو تحریک کا رفیق بنائے۔

۳۔ پورا مہینہ گنبد خضریٰ کا مونوگرام اور نعلین پاک سینوں پر آویزاں کئے جائیں۔

۴۔ حسب استطاعت گھروں پر یکم سے 12 ربیع الاول تک جھنڈیوں اور لائٹنگ کے ذریعے بھرپور خوشی کا اظہار کیا جائے۔

۵۔ دوستوں اور رشتہ داروں کو میلاد النبی ﷺ کے کارڈ، تحائف اور پھولوں کے گلدستے پیش کیے جائیں۔ ہر کارکن کم از کم 10 افراد کو میلاد النبی ﷺ کے کارڈ بھجوائے گا۔

۶۔ اہم شخصیات کو سیرت الرسول ﷺ/ میلاد النبی ﷺ، شمائل مصطفی ﷺ یا منہاج السوی کا تحفہ دیں۔

۷۔ تحریک سے وابستہ ہر فرد اپنی فیملی کو ہر روز بٹھا کر قائد محترم کی کتاب نورالابصار بذکر النبی المختار سے حضور ﷺ کے فضائل و کمالات اور حسن و جمال پر مبنی عبارت پڑھ کر سنائے۔

۸۔ ہر تحریکی گھرانہ اپنے گلی بازاروں میں آقا ﷺ کی آمد کی خوشی میں بچوں کے اندر کھانے پینے کی اشیاء تقسیم کرے تاکہ شعوری طور پر بچوں کے اندر حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی کا احساس پیدا ہو۔

۹۔ بچوں کو نئے کپڑے پہنائے جائیں اور حسب استطاعت عیدی دی جائے۔

۱۰۔ بچوں کو کم از کم ایک دفعہ سیر کیلئے لے جایا جائے۔

۱۱۔ ٹیلی فون، Mobile Message کے ذریعے مبارکباد دی جائے۔ ہر کارکن تحریک کے پیغام کے ساتھ کم از کم 50 لوگوں کو SMS کرے۔

۱۲۔ E-mail کے ذریعے کارڈ کی ترسیل کی جائے۔

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی

۱۔ منہاج پبلک /ماڈل سکولز میں تلاوت، نعت اور تقریری مقابلے بسلسلہ میلاد النبی ﷺ منعقد کیے جائیں۔

۲۔ منہاج پبلک /ماڈل سکولز میں تاجدار کائنات ﷺ کی بچوں کے ساتھ شفقت و محبت اور میلاد النبی ﷺ کی اہمیت پر لیکچرز اور محافل نعت کا اہتمام کریں اور بعد ازاں شرینی بانٹی جائے۔

۳۔ جہاں ممکن ہو مشعل بردار جلوس نکالا جائے۔

۴۔ بچوں کو صبح اسمبلی میں ایک حدیث میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے ترجمہ کے ساتھ سنائی جائے۔

۵۔ منہاج پبلک /ماڈل سکول قریبی پرائیویٹ سکولز کو مرکزی میلاد النبی ﷺ کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیں۔

۶۔ مختلف سکولز کو عید میلاد النبی ﷺ کے کارڈ ارسال کیے جائیں۔ DDEs تمام سکولز کو اس سعادت میں شامل کریں۔

۷۔ سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی ادارہ جات کو تحریک منہاج القرآن کی طرف سے میلاد النبی ﷺ کے کارڈ روانہ کیے جائیں۔

۸۔ بچوں کو صاف ستھرے کپڑے پہننے کی ترغیب دی جائے۔ ۹۔ تمام سکولز کی بلڈنگ میں چراغاں کیا جائے۔

۱۰۔ بچوں کو گھروں میں میلاد النبی ﷺ پر چراغاں کرنے کی خصوصی ہدایت کی جائے۔

۱۱۔ صبح کی اسمبلی میں تمام بچے تاجدار کائنات ﷺ کی ذات اقدس پر ایک دفعہ درود و سلام ضرور پیش کریں۔

☆ اس عظیم الشان مہم کو کامیاب بنانے کیلئے ابھی سے ہی ذمہ داریاں تقسیم کردی جائیں اور تمام احباب اس میں بھرپور محنت کریں۔

سیرت و فضائلِ نبوی ﷺ کے ذکرِ جمیل پر مشتمل عظیم ذخیرۂ علم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کے سینکڑوں خطابات کی DVDs، Audio CDs، VCDs

اور تصانیف سے استفادہ کیجیے

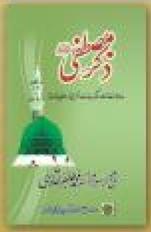

ایسا انسائیکلوپیڈیا جو دلوں کی ویران بستیاں آباد کرنے کے ساتھ ساتھ

ذہنِ جدید میں پیدا ہونے والے اشکالات کے مدلل جواب دیتا ہے

اور اِصلاحِ اَحوال و اِحیائے اُمت کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
LAHORE
Regd CPL No.41

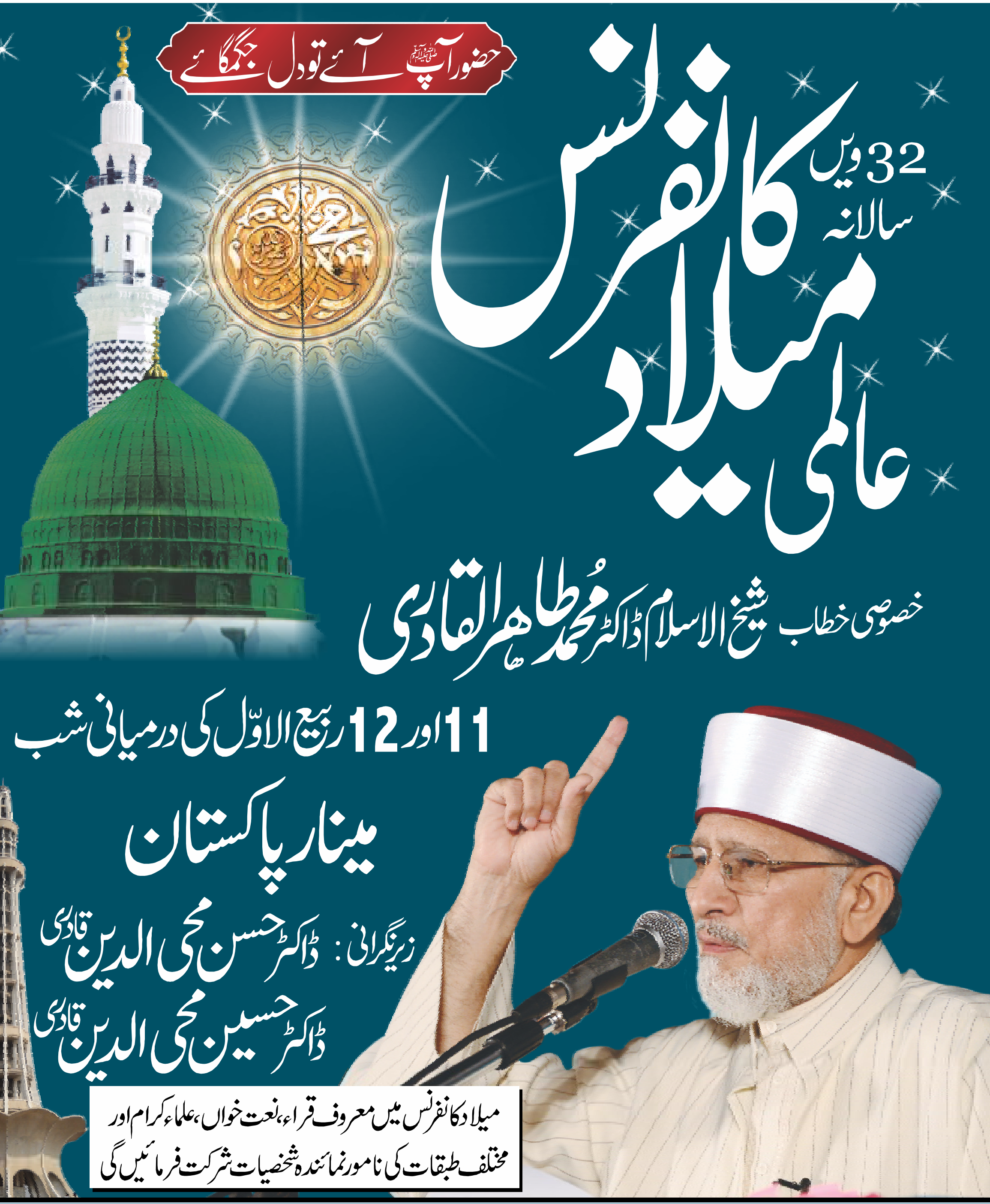

تحریکِ منہاج القرآن

042-111-140-140 www.minhaj.org

TahirulQadri TahirulQadri